

تباہوت کا راز

پیش کش: ادارہ اقبال پبلشرز
لاہور



اشتیاق احمد



گزشتہ ماہ کے ناول

- | | | | |
|---------|------------------|-----|------------------|
| ۱۸ روپے | اینگلینڈ میں سیر | ۲۲۹ | نئی بول |
| ۱۸ روپے | اینگلینڈ میں سیر | ۲۳۰ | نیسے چاند کی موت |
| ۱۸ روپے | اینگلینڈ میں سیر | ۲۳۱ | بھورانی کے مجرم |
| ۱۸ روپے | اینگلینڈ میں سیر | ۲۳۲ | بزدل باس |

ماہنامہ شہدائے سہولتیں
پاکستان اور اردو جہاں
آخری حسن آباد



محمود فاروق و فرزانہ
اور — انسپٹر جہت سیریز

ناول نمبر ۳۶۶

مناہوت کا راز

استیاق احمد

جادوگر

یاد محمود۔ مجھ سے یہ موم بتیاں نہیں بچھ رہیں؟
 یہ بات زبیر نے اس کے کان میں کہی تھی۔ سب
 لوگوں کی نظریں اس وقت زبیر پر ہی جمی تھیں۔ وہ مشہور
 ریاضی دان تیمور عالم کا بیٹا تھا اور محمود اور فاروق کا کھاس خیلو۔
 آج چونکہ اس کی سالگرہ تھی، اس لیے تیمور عالم کی کونٹھی میں
 شادی کا سماں تھا۔ ہر سال زبیر کی سالگرہ بہت دھوم دھام
 سے منائی جاتی تھی، شاید اس کی وجہ یہ بھی تھی کہ تیمور عالم
 کے ایک ہی بیٹا تھا۔ اس کے علاوہ تین بیٹیاں تھیں۔
 اس وقت سب لوگ اس انتظار میں تھے کہ زبیر موم بتیاں
 بچھائے، ایک کاٹے اور سب لوگ اسے مبارک باد کہیں۔
 ابھی نصف منٹ پہلے زبیر موم بتیوں پر جھکا تھا اور آہستہ
 انداز میں اس نے موم بتیوں پر پھونک ماری تھی، لیکن جب
 اس سے کوئی موم بتی نہ بجھ سکی تو اس پاس کھڑے دوستوں

ناول پڑھنے سے پہلے یہ دیکھ لیں کہ:

- یہ وقت نماز کا تو نہیں۔
 - آپ کو سکول کا کوئی کام تو نہیں کرتا۔
 - کل آپ کا کوئی ٹسٹ یا امتحان تو نہیں۔
 - آپ نے کسی کو رات تو نہیں دے رکھا۔
 - آپ کے ذمے گھر والوں نے کوئی کام تو نہیں لگا رکھا۔
- اگر ابھی باؤلہ بیٹھے کہنے لگے، اچھا، تو باؤلہ والدہ بیٹھے رکھ دیں، پہلے نماز اور دوسرے کاموں سے فارغ ہو لیے، پھر ناول پڑھیں۔ شکریہ!

اشتیاق احمد

نے کہا :

"یاد ذہیر - اب مذاق نہ کریں - جھوٹ موٹ کی چوہک نہ مارو۔"

ذہیر نے پریشان ہو کر سب پر ایک نظر ڈالی اور محمود کے کان میں کہا :

"یاد محمود - مجھ سے یہ موم بتیاں نہیں تجھ رہیں۔"

"کیا مطلب - بھی زور سے چوہک مارو نا - موم بتیاں بچھا بھی کوئی شکل کام ہے۔"

"میں پورے زور سے چوہک مار چکا ہوں۔" اس نے سرگوشی کی -

"نہیں - محمود کے منہ سے نکلا۔"

"یہ تم آپس میں کیا سرگوشیاں کرنے لگے جی - بہت بُری بات ہے ، اتنے لوگوں کی موجودگی میں دو آدمی سرگوشیاں کرنے لگیں تو اسے محفل کے آداب کے خلاف سمجھا جاتا ہے۔ تیمور عالم نے ناخوش گوار انداز میں کہا -

"جی ڈیڈی - میں ابھی موم بتیاں بچھاتا ہوں - ذہیر نے چوہک کر کہا اور پھر موم بتیوں پر جھک گیا - اس نے ایک زور دار چوہک ماری ، لیکن کسی موم بتی کا شعلہ ہلا تک نہیں -

"یہ کیا - آخر تم بار بار جھوٹ موٹ کی چوہک کیوں مار

رہے ہو - مذاق بہت ہو چکا - تیمور عالم بولے -

"آپ کے فرزند جھوٹ موٹ کی چوہک نہیں مار رہے۔ ایسے میں انکسٹر جمشید کی آواز گونجی - وہ قدوے خاصے پر کھڑے ، سب کچھ دیکھ رہے تھے -

"کیا مطلب ؟ تیمور عالم نے چوہک کر کہا -

"ان سے موم بتیاں بچھ نہیں رہیں۔"

"کیا مطلب ؟ تیمور عالم اچھلے -

"میں غلط نہیں کر رہا - آپ ذہیر سے پوچھ لیں۔"

"کیوں ذہیر - کیا بات ہے - تم صحت مند ہو - بیمار بھی

نہیں ہو - پھر تم سے یہ موم بتیاں کیوں نہیں بچھ رہیں؟

"میں کیا کر سکتا ہوں - آبا جان - ان موم بتیوں سے

پوچھیں - یہ کیوں نہیں بچھ رہیں۔" اس نے بے چارگی کے عالم میں کہا -

"یہ - تم نے کیا کہا - میں موم بتیوں سے پوچھوں - ان بے ہوش

بیزروں سے - یہ بولنا کیا جائیں۔"

"تب پھر - میں کس طرح بتا سکتا ہوں کہ یہ کیوں نہیں بچھ

رہیں۔ ذہیر نے کندھے اچھکائے -

"ذہیر ٹھیک کر رہے ہیں - تیمور صاحب - محمود - ذرا تم چوہک

مارنا۔" انکسٹر جمشید بولے -

اسی تو اورد ہوا ہے۔ وہی نے خوب سمجھ رہا ہے جو کہ

اس کا نام - کیا ہے ہم قیام چاہتے ہیں؟
 'نوع' - چاروں کی ہم قیام - یہ تو کسی - مگر نہیں - اس
 قسم کا نام ناول کا نہیں - کسی چاندنی کہانی کا ہو سکتا ہے
 غاروں کے گہرا گہرا -

”چھپے تو تم نادلوں کے ناموں کی مہنگ اٹھا دو۔ غور کرنے
بعد کو رہا۔“

شہرہ بھٹی - تم اپنی مہا بھارت دشمنی کو دینا یہ
کہتے ہوئے الپکٹر جمشید تیزی سے آگے آئے اور جھک کر
موم جیتوں پر پھونک ماری۔

اب تو ساری محفل کے میں آ گئی۔ ایکٹر حمید بھی
کھڑی موم بتی نہیں بجھا سکے تھے۔ انھوں نے بے چارگی کے

14

عالم میں پروفیسر واقعہ کی طرف دیکھا :

پروفیسر صاحب - آپ آگے آئیں اور موسم تیاں بجا میں۔

مہم - میں - یعنی کہ میں - پروفیسر داؤد بککائی -

”آئیے آئیے۔ اس طرح کوئی آپ کی ساگر نہیں بن جا
گی۔“ انیس چٹہ نے مسکرا کر کہا۔

اچھو۔ چھا۔ وہ بولے اور آگے بڑھے:

”یقین جیسی۔ میری پھونک میں بھلا کون زور کہاں۔ جو
تجاردی پھونک میں ہے۔“ انھوں نے شہرہ کر کہا۔

آپ کی پیروی کرتا رہا۔ فرزندِ نبویؐ کی پیروی ہوگی۔

”بھئی داد۔ سائنسی پھولک۔ یہ تو کسی ناول۔“

”بس چپ۔ آج کسی ناول کا نام نہیں رکھا جائے گا۔“

حمود نے جھٹا کر کہا۔ دونوں زبیر کے دائیں بائیں کھڑے تھے۔
 "مارا گیا" فاروق بولا۔

کون مارا گیا۔ یہاں تو کوئی بھی ایسا نظر نہیں آ رہا۔

جو مارا گیا ہو۔ خان رحمان نے حیران ہو کر کہا۔

آپ سمجھے نہیں اٹکل۔ بے چارہ ناول نگار ملا گیا۔

”ان کا کیا ہے۔ مارے جاتے ہی رہتے ہیں۔“

”دھت تیرے کی۔ آخر شروع کر دیں نا اوٹ پٹانگ

ہائیں۔ محمود نے جھٹا کر اپنی دان پر ہاتھ مارا۔

پروفیسر داؤد نے موم بتیوں پر زور دار انداز میں چوہنک ماری، لیکن ناکام رہے۔

"اب آپ انکل خان رحمان سے فوجی پھونک لگوائیں۔ سائنسی پھونک تو کوئی کام دکھا نہیں سکی۔" داؤد قی بولا۔

"یہ چکر کیا ہے۔ آخر ان موم بتیوں کو ہو کیا گیا ہے۔ یہ مجھ کیوں نہیں دیتیں۔ کسی نے کہا۔

"ان موم بتیوں میں بس یہی بات بُری ہے۔ بجھنے سے انکار کر دیتی ہیں۔" داؤد قی نے بُرا سا مزہ بنایا۔

"دماغ تو نہیں چل گیا۔ پہلے کبھی ایسا ہوا ہے۔ جو تم یہ کہہ رہے ہو۔ محمود نے اسے گھورا۔

"اچھا تو پھر۔ تم ہی کہو۔"

"کیا کہوں؟ اس نے تنک کر کہا۔

"یہ کہ۔ یہ موم بتیاں کیوں نہیں بجھ رہیں۔"

"ان پر ضرور کسی جن بھوت کا سایہ ہو گیا ہے۔" محمود نے سنجیدگی سے کہا۔

"کیا بات کرتے ہو؟" فرزانہ بولی۔

"اور کیا بات کروں۔ اس کے سوا کیا کہا جاسکتا ہے۔

کہ ان پر کسی نے جادو کر دیا ہے۔"

"کیا ہماری اس محفل میں کوئی جادوگر ہے؟" انکسٹر مشید نے پوچھا کر کہا۔

"ہاں! ہیں۔ یہاں موجود ہوں۔"

نزدیک ہی کھڑے ایک لمبے قد کے ڈبے پتلے آدمی نے کہا۔ وہ کچھ زیادہ ہی لمبا لگتا تھا، شاید زیادہ پتلا قبل ہونے کی بنا پر۔ اس کے چہرے کے نقوش بھی عجیب سے تھے۔

"آپ جادوگر ہیں؟" تیمور عالم نے حیران ہو کر کہا۔

"جی ہاں! بالکل۔" اس نے کہا۔

"لیکن آپ ہیں کون؟" تیمور عالم نے جھٹا کر کہا۔

"جادوگر۔" وہ مسکرایا۔

"اوہو۔ میرا مطلب ہے۔ آپ کو میں جانتا تک نہیں۔

اور یہاں سب لوگ دعوت نامے کے ذریعے آئے ہیں۔ پھر

آپ کس طرح اندر آئے؟" تیمور عالم نے جھٹائے ہوئے انداز

میں کہا۔

"آپ کے پہرے داروں نے مجھے روکا ہی نہیں، اس طرح

میں اندر آ گیا۔" وہ مسکرایا۔

"خالد۔ مجید۔ تم کہاں ہو؟" تیمور عالم چلائے۔

"ہم ادھر ہیں صاحب! ایک طرف سے آواز آئی۔

تیمور عالم اس طرف گھوم گئے،

تم نے اسی شخص کو اللہ بھلا کر اپنے لیے لیا ہے

یہ غلط کارہ ہے۔ اسی حساب سے اللہ عالم کو دیکھتا ہے

یہ دیکھ کر دیکھتا ہے۔ کیا یہ تمہاری آنکھوں میں دھواں

اللہ کیا کر سکتے ہیں حساب اللہ کو دیکھو

آپ بھلائی۔ اگر آپ کوئی دیکھو۔ اللہ کی طرف دیکھو

اللہ عالم کو دیکھتا ہے۔ اللہ کی طرف دیکھو

اللہ۔ تو آپ بھلائی کرنا۔ اللہ کے لیے کام کرنا

آپ آپ نے بھلائی کرنا۔ اسی نے توئی ہو کر دیکھ

اللہ آپ اللہ کی طرف دیکھتا ہے

اپنے کو آپ کے لیے ہے۔ آپ کے لیے ہے دیکھ

دیکھ اسی نہیں ہے۔ شفا اگر آپ یہ نہ کریں تو میں آپ کے

کے سامنے کوئی کے اللہ جا سکتا ہوں۔ لیکن آپ کو

یہ اللہ جانتے ہیں دیکھ سکیں گے۔ آپ بھلائی کرنا

آپ بھلائی کرنا۔ اسی نے توئی ہو کر دیکھ

اللہ آپ کو دیکھتا ہے

اللہ کے ساتھ بھلائی کرنا

اللہ کے۔ آپ آپ کو دیکھتا ہے۔ اسی نے توئی ہو کر دیکھ

اس نے دیکھتا ہے۔ اللہ کے ساتھ بھلائی کرنا

اس نے دیکھتا ہے۔ اللہ کے ساتھ بھلائی کرنا

اس نے دیکھتا ہے۔ اللہ کے ساتھ بھلائی کرنا

اس نے دیکھتا ہے۔ اللہ کے ساتھ بھلائی کرنا

اس نے دیکھتا ہے۔ اللہ کے ساتھ بھلائی کرنا

اس نے دیکھتا ہے۔ اللہ کے ساتھ بھلائی کرنا

نہیں بچے رہیں؟

"میں نے ان کے قتلوں کو جہم کر دیا ہے۔"

"مہرانی لڑا کر ان پر سے اپنا اثر ہٹا لیں۔"

"اچھی بات ہے۔ اس نے کہا اور منہ میں کچھ پڑھا،

پھر بولا:

"اب بچا ہے۔"

زیر نے چوٹک ماری۔ موم تیاں بچے گئیں۔ ایک کاٹے

ہانے اور کھانے پینے کے بعد کسی نے کہا:

"جاردگر صاحب سے کچھ اور کھیل دیکھنے چاہیں۔"

"سودی! میں قسمت کھیل نہیں دکھاتا۔ مجھے تو بڑی

بڑی عقلوں میں بلایا جاتا ہے۔ میں اپنا معاوضہ پہلے وصول

کرتا ہوں اور پھر وہاں جا کر کھیل پیش کرتا ہوں۔"

"ہوں! خیر۔ ہم آپ کو معاوضہ دیں گے۔ آپ

کھیل دکھائیں۔"

"میں اس طرح بھی کھیل نہیں دکھا سکتا، کیونکہ سالان میرے

پاس نہیں ہے۔ ان کوئی دن ملے کر لیں۔ معاوضہ ادا کر دیں۔

میں مقررہ دن آ جاؤں گا؟

"اچھی بات ہے۔ آپ کا معاوضہ کتنا ہے۔ اور یہاں آنے

کا مقصد کیا تھا؟

"اس بھی مقصد تھا۔ میں اپنے کمالات کی ایک جھلک دکھا

کر لوگوں کو مجبور کر دیتا ہوں اور پھر وہ مجھ سے وقت سے لیتے

ہیں۔ پورا معاوضہ ادا کر دیتے ہیں۔"

"اچھی بات ہے۔ آپ ہر سال ہمارے دن آ جائے گا۔

میں ان سب دوستوں کو پھر بلا لوں گا؟

"نہیں جناب۔ ہر سال کی تاریخ ایک ہے۔ پندرہ دن سے

پہلے کی تاریخ نہیں مل سکے گی۔ کھیل ایک گھنٹے کا پیش کیا جائے

گا۔ میرے ساتھ میرے دو ساتھی اور ہوں گے۔

اور ہمارا معاوضہ ایک گھنٹے کے کھیل کا صحت دس ہزار روپے

ہو گا۔"

"دس ہزار روپے۔"

"ہاں! اگر یہ منظور نہیں۔ زیادہ گتا ہے تو پھر میں اگلا

چاہوں گا۔"

"نہیں نہیں۔ آپ سے پندرہ دن بعد کا پروگرام ملے

دے گا۔ میں اچھی آپ کو دس ہزار روپے کا چیک گئے دیتا ہوں۔

تمہو عالم نے گھبرا کر کہا۔

چیک لے کر وہ چلا گیا۔

"اس پروگرام میں، ہم بھی آئیں گے۔" انیسٹر حبیبہ بڑھانے۔

"آپ۔ اور جاردگر کا کھیل دیکھیں گے۔ تمہو نے میرا

111

ان کی بھرتی تھی۔ وہ اپنی چاہی ہوئی چیزیں لے کر آئے۔
تو یہ کہہ کر آگے بڑھے! غائب ہو گیا۔ یہ وہی شخص تھا۔

تاریخ ۱۳۰۲ هجری قمری - ۱۳۰۳ هجری قمری - ۱۳۰۴ هجری قمری

نہ دیکھی ہے، جسے اس نے ہی دیکھا ہے کہ کونسی ہے
نہ اس کے پاس سے گزری ہوگی۔

عرب بات

وہ اندر کی طرف ہوا پر اسے ا کہہ کر بیچ کاٹ لیگت وہ
 تھی۔ وہ یہ کہہ کر اٹھ سے وہ گئے کہ ایک فوجی لڑکی
 فرنی پر ہے، اس کی بڑی تھی۔ اور یہی دوسری عورت اسی
 کے گرد عوامی ہاتھ کھڑی تھیں۔
 یہی ہوا تھیں کہ یہ تھیں عالم سے گھبرا کر کہا۔

یہی رہا عینہ کہ تہ عینہ عالم کے گھبرا کر کہا۔

کہہ رہا نہیں ہوں۔ میں ہم نے تو اس کی بیجا کشتی تھی۔
کرسے سے باہر نکلے تو یہ غریب بارشوں سے ٹھکراتی۔

انہوں نے شکی کو بڑھایا بڑھایا، ایک دو حرکتیں ہی ۷۰
 لگی۔ آخر ٹاکڑ کو دن میں لپا۔ ڈاکٹر بھی ۷۰ ٹھٹھٹ کی کوشش کے
 بعد کہی جا کر اسے روتی میں ڈالنے میں کامیاب ہو سکا۔
 ٹیڈ میری بھی۔ ٹیسس کیا ہو گیا تھا۔

ٹیڑ بھڑا رہی۔ قیس کی جو گیٹا۔

۱ = چھ = اسی = چھ = ۱۸ = ۱۹ = لکڑیاں

'-۱۱ = کائنات کی تمام مخلوق کے لیے حیات کا سرچشمہ ہے۔

"شیطان؟ اس نے کہا۔

"شیطان۔ کیا مطلب؟

"میں اس کی شکل صورت بنا سکتی ہوں۔ میں کسی بھی چہرے کو ایک نظر دیکھ لوں تو اس کی تصویر بنا سکتی ہوں۔ چاہے آپ لوگ مجھ سے بنوا کر دیکھ لیں۔ اس نے جلدی جلدی کہا۔

"اس میں شک نہیں۔ تینہ بہت اچھی آرٹسٹ ہے۔

"اچھی بات ہے۔ آپ تصویر بنا کر دکھا دیں۔ آپ کو کس شکل صورت کا آدمی نظر آیا تھا؟

"ہم اسے آدمی تو ہرگز نہیں کہہ سکتے۔

"خیر وہ جو کچھ بھی تھا۔ بس آپ شکل بنا دیں۔ انپیکٹر جمیڈ نے کہا۔

اس نے کاپی اور فیل سنہالی اور تصویر بنانے لگی۔

صرف پانچ منٹ بعد اس نے کاغذ ان کی طرف کر دیا۔ وہ پہلے ہی تصویر بننے دیکھتے رہے تھے۔ یہ ایک نہایت خوفناک شکل تھی۔ اور بلاشبہ اس کو دیکھ کر شیطان کا لفظ دماغ میں آتا تھا۔ انتہائی ڈراؤنی صورت۔ بہت بڑی بڑی باہر کو ابلی ہوئی آنکھیں، جن میں بے تماشہ دہشت تھی۔ آنکھوں کے اوپر ٹکوں کی طرح کھڑے بال۔ ناک کی جگہ ایک بڑا

نارنا سوراخ۔ دو دانت نوکیلے، ہونٹوں سے بالکل باہر نکلتے ہوئے بغرض انھوں نے اس قدر خوفناک شکل آج تک دیکھی ہوگی۔

"تو آپ کو اس شکل کی جان دار چیز نظر آئی تھی؟

"صرف نظر آئی تھی۔ بلکہ وہ میری طرف پلکا تھا۔

میرے منہ سے چیخ نکل گئی تھی۔ اور پھر میں بے ہوش ہو گئی ہوں گی، کیونکہ اس کے بعد مجھے کچھ یاد نہیں۔

"ہوں۔ ہمیں اس جگہ کا اور اس پاس کا معائنہ کرنا چاہیے۔ انپیکٹر جمیڈ بڑبڑاتے۔

انھوں نے اکوام کو فون کیا اور پھر خود معائنہ کرنے لگے۔ انھیں یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ فرش پر بہت بڑے

بڑے قدموں کے نشانات تھے۔ اتنے بڑے نشانات کم از کم

کسی انسان کے تو ہو نہیں سکتے تھے۔

"آف مالک۔ اتنے بڑے نشانات۔ تو کیا ٹینہ ٹیک

کر رہی ہے۔ وہ واقعی کوئی شیطان تھا۔

"شیطان جسمانی حالت میں نہیں آ سکتا۔ اس کے قدموں

کے نشان نہیں بن سکتے۔ ہم یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ وہ انسان

نہیں تھا۔ انسان سے ملتی جلتی کوئی اور مخلوق تھی، لیکن یہ

نہیں کہہ سکتے کہ وہ کوئی شیطان تھا۔

ہوں۔ ایک انگوڑا انسان نہیں تھا تو پھر کیا تھا؟ لہٰذا میں نے کہا۔

یہ سنا ہے۔ کسی دوسرے میلے کی محفول نہیں پر اتر آئی ہو۔ تو عالم نے خیال ظاہر کیا۔

”تینہ صاحب کے علاوہ اندر اور کون کون تھا؟“ انپیکٹر جمشید نے پوچھا۔

”میری رہی۔ دو چھوٹی بچیاں۔ اور بس۔ باقی سب لوگ تو باہر ہی تھے۔“

”لیکن یہ بچیاں۔ دعوت میں کیوں شریک نہیں تھیں؟“ انپیکٹر جمشید کے لیے میں حیرت تھی۔

”میری بیوی تو پردے کی سخت پابند ہے۔ بچیاں بہت زیادہ شرمیلی ہیں۔ ایسی محفول ہے بہت گھبراتی ہیں اس لیے ان چادروں میں سے کوئی بھی باہر نہیں تھا۔“

”اور اچھا۔ خیر۔ تینہ صاحبہ۔ جب آپ نے اس شیطانی نمونہ کو دیکھا۔ تو آپ کی امی اور بہنیں کہاں تھیں؟“ انپیکٹر جمشید نے پوچھا۔

”وہ اپنے کمرے میں پڑے تبدیل کر رہی تھیں۔ میں کوئی چیز لینے ڈیڈی کے کمرے میں آئی تھی۔ بس وہیں میں نے اس شکل کو دیکھا اور خوف۔۔۔ ہو کر باہر کی طرف

دوڑی۔ لیکن پھر بیچ مار کر گر گئی۔ اور بے ہوش ہو گئی۔ مجھے ایسا محسوس ہوا تھا جیسے وہ میرے تعاقب میں ہوا اس کے ڈرے ڈرے انداز میں بتایا۔

”تمہیں وہ عالم صاحب۔ آپ اپنی چیزوں کا جائزہ لے لیں۔ کوئی چیز تو غائب نہیں۔ مجھے ایسا محسوس ہوا ہے۔ جیسے وہ ہانڈوگر اسی لیے آیا تھا۔“

”میں مطلب؟“ تمہیں وہ عالم اچھل پڑے۔

”یہ کہ وہ ہم سب کو باہر اپنے کھیل میں لگائے رکھے اور وہاں اس کا سامھی اپنا کام کرتا رہے۔ وہ آپ کی کٹھی سے کوئی چیز اڑانے آئے تھے۔“

”نہیں۔ نہیں۔ وہ خوف زدہ انداز میں چلائے۔“

”آپ بہت ڈر گئے۔ خیر تو ہے۔“

”ہاں! میری تجویز میں۔ بہت سی اہم سرکاری دستاویزات ہیں۔ ان میں سے اگر ایک بھی گم ہو گئی تو میں مارا جاؤں گا بے موت۔“

”تو پھر سرکاری فرما کر فوراً اپنا کام شروع کر لیں۔ چیک کر لیں۔ وہ سب موجود ہیں یا نہیں؟“ انپیکٹر جمشید نے پریشان ہو کر کہا۔

”ہاں ضرور۔ کیوں نہیں؟“

انھوں نے کہا اور سب کو کھول کر اس کا ہاتھ لینے لگے۔
 "باقی سب لوگوں کے دل زور زور سے دھڑک رہے تھے۔
 پندرہ منٹ بعد وہ ان کی طرف ہلے اور بولے :
 "تمام سرکاری چیزیں موجود ہیں۔"
 "ہوں۔ ٹھیک ہے۔ اب فکر کی کوئی بات نہیں۔" ایکسٹر
 جمیڈ نے مطمئن ہو کر کہا۔

اسی وقت اکرام آگیا۔ اس نے ساری بات سن کر اپنے ماتحتوں کو ہدایات دینا شروع کیں۔ قدیم کے نشانات نہایت احتیاط سے محفوظ کر لیے گئے۔ ایسے میں ایکسٹر جمیڈ نے کہا :

"اب جس روز وہ کھیل دکھانے آئے۔ اس روز بہت عطا رہنا ہوگا۔ میں تو کہتا ہوں کہ یہ دستاویزات آپ اپنے دفتر میں منتقل کر دیں۔"

"اگر کوئی ایسی بات ہے تو پھر میں اس کا پروگرام کینسل کر دوں۔"

"نہیں۔ ایک تو آپ اسے رقم دے چکے ہیں۔ دوسرے میں اسے ابھی طرح چیک کرنا چاہتا ہوں۔ اور اب وہ یہاں آئے گا تو پوری کوٹھی پر نظر رکھی جائے گی۔ اگر وہ کوئی پکر باز ہے تو اس کا پول فوراً کھول دیا جائے گا۔"

"ابھی بات ! آپ کو جو مناسب معلوم ہو۔ کریں۔ میں دخل نہیں دوں گا۔"

"ہوں شکریہ۔ اب ہم چلیں گے۔ ویسے میں خطرہ محسوس کر رہا ہوں۔ وہ جاؤ وگر کوئی نہ کوئی کام ضرور دکھائے گا۔ انھوں نے کہا۔"

"تب پھر وہ جہاں کہیں بھی ہے۔ ہم اس کی نگرانی شروع کرا دیتے ہیں۔"

"ہم نے اس سے اس کا پتا نہیں پوچھا۔ اور دس ہزار دے دیے۔" ایکسٹر جمیڈ مسکراتے۔

"اب چاہے وہ آئے ہی نہ۔"

"آئے گا وہ ضرور۔ اور ہم اس کے استقبال کے لیے موجود ہوں گے۔ آپ فکر نہ کریں۔"

"بہت بہت شکریہ ! انھوں نے کہا۔"

وہ دہان سے روانہ ہوئے۔ راستے میں ہی آئی جی صاحب کا پیغام ملا۔ وہ انھیں فوراً دفتر بلا رہے تھے۔ وہ ان کے دفتر میں داخل ہوئے۔ تو انھیں حد درجے فکر مند پایا۔

"آگاہ۔ سب لوگ ساتھ ہیں۔"

"ہم ایک عدد انوکھی دعوت میں گئے تھے۔"

"انوکھی پہلے ہی تھی یا بعد میں ہو گئی؟ آئی جی صاحب

اور کئی سکوائے۔

”جی، بعد میں ہوئی، لیکن آپ کیوں فکر مند ہیں؟“

”بوڑا کے بارے میں کچھ جانتے ہو؟“

”جی۔ بوڑا۔ کتنا ہے۔ بہت خطرناک آدمی ہے۔“

کا خاص جاسوس ہے۔

”ٹل۔ بہت زیادہ۔ اسے ہمارے ملک میں بلایا گیا۔“

ہمارے کچھ جاسوسوں نے بھی اطلاع دی ہے کہ اسے

ظہر ہمارے دارالحکومت میں بھیجا گیا ہے۔ کیوں بھیجا

ہے۔ ابھی کچھ نہیں کہا جاسکتا۔“

”پہلی بات آپ نے یہ بتائی ہے کہ اسے ہمارے دار

دیکھا گیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کہاں اور کس حالت میں؟“

جمیڈ نے پوچھا۔

”جب مجھے یہ اطلاع ملی کہ بوڑا کو ادھر بھیجا گیا ہے

میں نے اپنے خاص کارندوں کو خبردار کر دیا تھا۔ اس

قدرت بعد ایک کارندے نے خبر دی کہ وہ آچکا ہے

اس نے اسے دیکھا بھی ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ وہ

گریٹس میں موجود تھا، لیکن پھر اپنا ملک اس کی نظروں سے

ہو گیا۔ اور وہ کوشش کے باوجود اسے نہ پا سکا۔“

اس کا عمل؟

”چھوٹا سا قد۔ نہایت دہلپٹا سا آدمی۔ دیکھتے ہیں

پانکل بے ضرر۔ اس کی آنکھیں چھوٹی اور سیاہ رنگ کی ہیں۔“

ناک بہت باریک سی۔ پیشانی ضرورت سے زیادہ چوڑی۔“

ہاتھ پیر پانکل پتے دہتے سے ہیں۔ ہاتھ ہر دوں محسوس ہوتا

ہے کہ اگر کوئی اس کے ایک دھپ بھی رسید کر دے تو

دور جا کرے۔“

”ہوں شکریہ۔ میں ابھی اس کے خلاف کام شروع کرتا

ہوں۔“ انپکٹر جمیڈ نے کہا۔

”ایک بات اور۔ اس کی دائیں کھائی میں ایک نیلے رنگ

کی چین ہے۔ جس میں سے شعاعیں سی نکلتی محسوس ہوتی ہیں۔“

”اب چلتے چلتے آپ کو اس انوکھی دعوت کا ذرا سا

حال سنا دوں؟ انپکٹر جمیڈ نے کسی خیال کے تحت کہا۔

”چلو سنا دو۔“ وہ مسکرائے۔

انھوں نے تفصیل سنا دی۔ آئی جی صاحب حیران رہ

گئے، پھر بولے:

”تو تم نے کیا نتیجہ نکالا ہے؟“

”وہ اب تیمور عالم صاحب کے ہاں آئے گا تو پھر کچھ

اندازہ ہو گا۔“

”اور اس شیطان کے بارے میں کیا کہتے ہو؟“

”ایسا معلوم ہوتا ہے۔۔۔ جیسے اس جادوگر کا ساتھی اللہ
موجود تھا۔ اور کچھ کارروائی کرنے میں مصروف تھا۔“

”ہوں۔ میں تو اس واقعے سے بھی خطرے کی بو سن رہا ہوں۔
تصورِ عالم کو اپنے تمام کافقات کہیں اور منتقل
دینے چاہئیں۔“

”یہ کام میں کراں گا۔ ابھی ہمارے پاس وقت ہے۔“
”یوں لگتا ہے۔۔۔ جیسے کوئی بہت خوفناک پروگرام شروع
ہونے والا ہے۔“ انھوں نے کہا۔

”اللہ مالک ہے۔ اسلام دشمن طاقتیں ہمیں آرام سے کب
بٹھنے دیں گی۔ ان کا تو بس ایک ہی علاج ہے۔“
”اور وہ کیا، جشیدہ خان رحمان نے فوراً پوچھا۔
ان سے جہاد کیا جائے۔“

”یہی تو مشکل ہے۔ ہم اتنی بڑی بڑی قوتوں سے
ٹکڑانے کی بہت نہیں رکھتے۔ نہ ہمارے وسائل اتنے
ہیں۔ نہ ہم وسائل پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہم میں
بس ایک بات ہے، اگر ہم کرنے پر اتر آئیں تو سب
کچھ کر سکتے ہیں۔“ پروفیسر داؤد نے کہا۔

”خیر۔ وہ وقت بھی ان شاء اللہ آئے گا، جب ہم ان
سے جہاد کریں گے۔“

”ابنِ شہر آشوب؟ سب ایک ساتھ ہوئے۔“

”اب تم لوٹا کی گرفتاری کے لیے کام شروع کر دو۔
جب تک کہ گرفتار نہیں ہو جاتا، فکر سا لگا رہے گا کہ وہ
نہ جانے کی کھلی کھلانے کے لیے آیا ہے۔ یہ بات تو طے
ہے کہ یہ لوگ ہمیشہ گل کھلانے کے چکر میں رہتے ہیں۔“

”جی ہاں! ان کے کھلانے سے ہمیشہ کانٹے دار چولہی
اگتے ہیں اور ان کانٹوں کی زد میں یہ خود بھی آئے بغیر نہیں
رہتے۔ بنگال ہمارا بدترین دشمن ہے۔ اس بات میں تو
کسی کو بھی شک نہیں۔“

”اچھا ٹھیک ہے۔ اب تم جاؤ۔“

اسی وقت انیسٹر جشیدہ کی پیشانی پر ریل پڑ گئی۔ انھوں
نے جلدی جلدی کانٹہ پر کچھ لکھا اور ان کے سامنے کر دیا،
انھوں نے کھا تھا۔

”ہماری گفتگو کہیں اس پاس ہی سنی جا رہی ہے۔ آپ
وہ گفتگو اسی طرح جاری رکھیے۔ میں چیک کرتا ہوں۔“
یہ پڑھتے ہی محمود بول اٹھا:

”ابھی چلے جاتے ہیں انکل۔ بہت دنوں بعد تو آپ
سے ملاقات ہوئی ہے۔“

”کیا کمرہ رہے ہو بھئی۔ بہت دنوں بعد۔“

"ہی ان! آپ سے تو صرف ایک دن پہلے ہی ار
ملاقات ہوئی ہو تو بھی ہم یہی غصہ کرتے رہیں گے کہ ملاقات
بہت دیر بعد ہو رہی ہے؟"

"اگر یہ بات ہے تو آج ہی بھر کر باتیں کر لو، لیکن
بھر اس کا کیا ہے؟"

"آپ کا مطلب ہے۔۔۔ بڑا کاٹا غدا حق فرما دیا۔
"ان اس کا اور کسی کا۔"

"اس کا کیا بنا بنا ہے۔۔۔ سر۔۔۔ ہم اس کی چٹ
رنا کہ آپ کی خدمت میں پیش کر دیں گے۔ اب جب کہ
تو ہمارے ملک میں آگیا ہے۔۔۔ پچ کر تو واپس جائیں
کے گا۔"

"ہں۔۔۔ میں چاہتا ہوں آئی جی نے سکرا کر کہ۔"

"آپ سے زیادہ یہ ہم چاہتے ہیں انگل، لکڑا کریں؟"

"لکڑا کرنے کی باری اب تمہاری ہے۔۔۔ میں تو آپ لوگوں
کے یہاں آنے سے پہلے لکڑا رہا تھا۔"

"تب تو آپ نے لکڑا کر دے کا بہت آسان فرما
ڈھونڈ لگا۔"

"کیا کرنا۔۔۔ مجبور تھا انہوں نے کد سے اچکائے۔"

"وہیے مجبور عالم کے ان ہونے والا واقعہ ہے بار بار

انہیں میں بتا کر رہا ہے؟"

"اب آپ اس کے بارے میں بھی انہیں سے تدارک ہو جائیں
ہم اس معاملے کو بھی دیکھ لیں گے۔"

"میں اس وقت فون کی گفتگو بھی۔ آئی جی صاحب کا فون
تھا۔ انہوں نے ویسٹ انڈیا اور دوسری طرف کی بات سمجھنے
ہی ان کا رنگ اڑ گیا۔ انہوں اور پیروں میں کئی سی پکی
انہوں نے بالکل حاف غصوں کی۔ آخر ویسٹ دیکھ دیا۔"

"تیر تو ہے؟"

"ان! کوئی خاص بات نہیں انہوں نے ہوش بد انگل
دیکھ کر اشارہ کرنے کے بعد کہا۔"

"انہیں انہیں غصوں ہونے لگی۔ انپکٹر جمیل کے واپس آنے

بک آئی جی صاحب انہیں کچھ نہیں بتا سکتے تھے، کیونکہ ان کے

خیال کے مطابق اس کرے میں ہونے والی گفتگو سننی جا رہی

تھی۔ جب کہ دوسری طرف مارے جہ پینی کے ان کا

بڑا حال تھا۔ وہ چاہتے تھے۔ بات انہیں فوراً معلوم ہو

جائے! چنانچہ خزانہ اشاروں میں کہا۔"

"انگل۔۔۔ مہربانی فرما کر کچھ دیکھیے۔ کیا بات ہے؟"

"ٹھیک ہے، لیکن تم خاموش تو نہ ہو جاؤ۔ آئی جی روئے۔"

"عجب بات ہے۔۔۔ خزانہ نے فوراً کہا۔"

ایک دھماکا

انسپکٹر جمشید دبے پاؤں کمرے سے باہر نکلے۔ انھوں نے باریک بینی سے برآمدے کا جائزہ لیا۔ آتی جی صاحب کا چہرہ اسی چوکس کھڑا تھا۔ اس نے انھیں عجیب سی نظروں سے دیکھا۔ انھوں نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا تھا۔

ایک ایک کمرے کے سامنے سے گزرتے اور ان میں بھاگتے وہ سرسری انداز میں آگے بڑھتے چلے گئے۔ آخری کمرے کا دروازہ قریباً بند تھا۔ جب کہ یہ آفس ٹائم تھا۔ وہ دبے پاؤں دروازے کے پاس جا کر رکے اور اندر ہونے والی گفتگو سننے لگے۔ اندر گہری خاموشی تھی، لیکن سانس لینے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ اب انھوں نے اندر بھانکا۔ ایک شخص کانوں پر ہیڈ فون پہنچائے گفتگو سننے میں مصروف تھا۔ اور ساتھ میں اس گفتگو کو

”کیا عجیب بات ہے۔ ہمیں تو یہاں دو دو رنگ کرنی عجیب بات نظر نہیں آ رہی۔“ فاروق نے چاروں طرف دیکھا۔
”عجیب باتیں نظر نہیں آیا کرتیں۔ محسوس ہوا کرتی ہیں۔“ محمود نے منہ بنایا۔

”چلو خیر۔ یہی بتا دو۔ وہ کیا عجیب بات ہے۔“
”جو ہمیں محسوس تک نہیں ہو رہی۔“ فاروق بولا۔
”عجیب بات یہ ہے کہ...“

اسی وقت انھوں نے وہ جملہ پڑھ لیا۔ جو آئی جی صاحب نے لکھا تھا۔ فرزانہ کا منہ کھلا کھلا رہ گیا۔ باقی لوگوں کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھیل گئیں۔

کے بھی رہا تھا۔ کمرے میں تین افراد اور بھی تھے۔ وہ
 جھک کر کھجی جانے والی تحریک کو دیکھ رہے تھے۔ وہ دھند
 پادوں اور داخل ہو گئے۔ ان تینوں کو اس کے اندر داخل
 ہونے کو پتہ اس وقت تک جب وہ دروازہ اندر سے بند
 کر کے چٹختی لگا چکے تھے۔

پادوں اچھن کر کھڑے ہو گئے۔ تین کے چہروں پر
 غصہ دھڑ گیا۔

"تم لوگ اسی گھنٹہ کا کرو گے کیا۔ مجھے تو بس اتنا بکڑا
 ملک۔ کچھ۔ جی کیا مطلب۔ آپ نے کیا کہا۔ ایک
 گڑبڑا کر بولا۔

"تم لوگ آئی جی صاحب کے کمرے میں ہونے والی
 گھنٹہ کس رہے ہو اور فوٹ کر رہے ہو۔ کاغذ تمہارے
 سامنے موجود ہے۔ لہذا کیا مطلب و مطلب کو چھوڑو۔ سیدھی
 سادی بات کرو۔ ہو تو تم لوگ صرف کلک۔ اور کام کر
 رہے ہو اتنے اونچے۔ یعنی ملک اور قوم سے غداری کے کام
 جانتے ہو، اس کی سزا کیا ہے۔ چھانسی سے کم سزا عدا
 کے ہے ہی نہیں۔"

"نہیں۔ نہیں۔ ہم غدار نہیں ہیں؟"

"اس کا ثبوت؟" انکیٹر جھیلنے سے بٹایا۔

"خیر اس کا یہ ہے کہ... تمہارے سے کوئی بات
 نہ ہو سکی۔"

"میں عرض کرتا ہوں تمہارے نے کہا۔"

"یہ تو تم بتاؤ۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں۔"

"ہم دراصل لاپرواہ میں آ گئے۔"

"لاپرواہ ہی تو انسان کو پھانسی کے تھکے تک پہنچاتا ہے۔"

یہ گھنٹہ جو فوٹ کی جا رہی ہے۔ اس کا کیا کیا جائے گا،

جب تک تم یہ نہیں بتاؤ گے، اس وقت تک میں تم

دونوں کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں دے سکتا۔"

"رات میرے گھر ایک آدمی آیا تھا جناب، آخر جو تھے

نے کہا۔"

"اچھا تو پھر۔ اس نے کیا کہا؟"

"اس نے ہنز فوٹوں کا ایک بڑا بڈل میرے سامنے

رکھ دیا اور بولا۔ یہ سب فوٹ تمہارے۔ اور کام تمہیں

صرف اتنا کرنا ہو گا کہ ان دونوں آئی جی صاحب کے کمرے

میں ہونے والی گھنٹہ سنتے رہو اور فوٹ کرتے رہو۔

میں کانپ گیا، لیکن پھر لاپرواہ نے میری آنکھوں پر پردہ

ڈال دیا اور میں نے اس سے کہا۔ یہ کام میں کیا نہیں کر

سکتا۔ میرے کمرے میں بھی کلک اور جیسٹے ہیں۔ اس

نے فوراً تین پکیٹ اور میرے سامنے رکھ دیئے اور کہنے لگا۔
 ان کے بیٹے بھی ایک ایک ہے۔ انہیں یہیں جا لو اور
 مشورہ کر لو۔ چنانچہ میں گیا اور ان تینوں کو اپنے گھر سے
 لایا۔ پیش کش کے بارے میں انہیں بتایا۔ یہ تینوں بھی
 تھوڑی سی بحث کے بعد تیار ہو گئے۔ اس آدمی نے کہا
 کہ وہ روزانہ کی رپورٹ میرے گھر سے خود لے جایا کرتے گا۔
 اور جناب ہم نے یہ فیصلہ بھی کیا تھا کہ ملک اور قوم کو
 نقصان پہنچانے والی کوئی گفتگو ہوئی تو ہم اس تک پہنچایا
 نہیں کریں گے۔ باقی باتیں لکھ کر دے دیا کریں گے،
 کیونکہ نوٹ تو ہم وصول کر ہی چکے تھے۔ آپ خود دیکھ لیں۔
 ہم نے اس گفتگو میں سے کتنے جملے کاٹ دیئے ہیں۔
 یہاں تک کہ وہ خاموش ہو گیا۔

انپیکٹر جمشید نے تحریر اٹھالی۔ اس میں سے واقعی خاص
 خاص جملے کاٹ دیئے گئے تھے۔
 ”گویا تم یہ تحریر دوبارہ لکھ کر اسے دو گے اور یہ جملے
 اس میں نہیں ہوں گے۔“
 ”جی ہاں بالکل۔ ورنہ کاٹنے کا کیا مقصد ہو سکتا ہے؟“
 اس نے کہا۔
 ”مجھے تصدی باتوں پر یقین آ گیا ہے، پھر بھی لاچار

کی سزا تم لوگوں کو ملے گی۔ چنانچہ سے تم اس لیے بیچ
 جاؤ گے کہ غلامی سے تم لے اپنے دامن کو بچانے کی کوشش
 کی ہے۔ وہ شام کو کس وقت آئے گا؟
 ”جی شام کو نہیں۔ وہ تو جونہی میں گھر جاؤں گا۔ آجائے
 گا۔“ گویا پہلے ہی میرے انتظار میں کھڑا ہو گا۔
 ”اور! میں سمجھ گیا: انپیکٹر جمشید چونکے۔
 ”جی۔ آپ کیا سمجھ گئے؟“

”پہلے تم اس گفتگو کو دوبارہ لکھ لو۔ پھر بتاؤ ہوں۔ وقت
 ہمارے پاس کم ہے۔ انھوں نے گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے کہا،
 دفتر کا وقت ختم ہونے کے قریب تھا۔
 اس نے جلدی جلدی گفتگو نقل کی اور ان کے سامنے رکھ
 دی گفتگو پڑھ کر انھوں نے اس کی طرف بڑھادی اور بولے:
 ”اب تم معمول کے مطابق یہاں سے نکل کر اپنے اپنے
 گھر کی طرف جاؤ گے۔ اور تم۔ کیا نام ہے تمہارا؟ انھوں
 نے اس سے پوچھا، جسے تحریر لے کر جانا تھا۔
 ”جی۔ میرا نام سلیم خالد ہے۔“

”ہاں تو مسٹر سلیم خالد۔ تم یہ گفتگو لے کر میرے گھر جاؤ
 گے اور جب وہ آئے تو گفتگو اس کے حوالے کر دو گے،
 اسے ہرگز شک نہ ہونے پائے کہ تم لوگوں کے ساتھ

کوئی واقعہ پیش آ گیا ہے؟

جی ہنر! میں ایسا ہی کروں تھا۔ اس نے کہا۔

انپکٹر جمشید ان کے پیچھے دفتر سے باہر نکل آئے۔
وہ ابھی بھول گئے کہ اپنے سب ساتھیوں کو آئی بی
مباحث کے کمرے میں چھوڑ آئے ہیں۔ اس وقت تڑپ
صرف اس آدمی کو دیکھ لینا چاہتے تھے۔ یہ گنگو کے کانڈ
سیلم خالد سے حاصل کرنے کے لیے آنے والا تھا۔ سیلم خالد
اپنی موٹر سائیکل پر روانہ ہوا۔ گنگو کے کانڈ اس نے
ان کے سامنے اندرونی جیب میں رکھے تھے۔ آخر وہ
گھر پہنچ گیا۔ انپکٹر جمشید نے بہت دور وہ کر اس کا تعاقب
کیا تھا۔ اس کے آگے نکل جانے کا تو خطرہ تھا نہیں۔
انہیں پیچھے رہا کر ہی سیلم خالد کو آگے جانا تھا۔ وہاں پہنچ
کر بھی انپکٹر جمشید اس کے نزدیک نہ گئے۔ بلکہ پہلے
آگے نکل گئے۔ اور پھر گاڑی موڑ کر واپس لائے۔
اسی وقت انہوں نے عام سی صورت والے ایک آدمی کو
سیلم خالد کے گھر میں داخل ہوتے دیکھا۔ اب وہ قوس
نزدیک ہو گئے۔ جلد ہی وہ آدمی باہر نکلا۔ اس نے پاروں
طرف ایک نظر ڈالی اور پھر ایک کار کی طرف بڑھ گیا۔
انپکٹر جمشید نے فوراً اس سمت کا اندازہ کر لیا، جس سمت

اس کے جانے کے امکانات تھے۔ لہذا وہ اس ملک پر
پہلے ہی چل پڑے۔ اس طرح اسے تعاقب کا ٹک نہیں ہو
سکتا تھا۔ چند سیکنڈ بعد ہی انہوں نے اسے آتے دیکھا۔
وہ کافی تیز آ رہا تھا۔ لہذا انہوں نے بھی اس کے نزدیک
آنے سے پہلے ہی رفتار بڑھا دی۔ ساتھ ہی انہوں نے
ریڈی میڈ پک اپ بھی کر لیا۔ اب انہیں آسانی سے نہیں
پہچانا جا سکتا تھا۔

وہ آدمی بہت جلدی میں معلوم ہوتا تھا۔ اور انپکٹر جمشید
سے آگے نکل جانے کی کوشش میں تھا۔ انپکٹر جمشید نے
اس وقت ایک ضدی ڈرائیور کی ایکٹنگ شروع کر دی، گویا
وہ ضد پر آڑ گئے تھے کہ اسے آگے نہیں جانے دیں
گے۔ اب دونوں گاڑی ساتھ ساتھ دوڑ رہی تھیں۔ آخر جب
انہوں نے غصوں کیا کہ اس شخص کی منزل قریب ہے۔ تو
انہوں نے اسے داتا دے دیا۔ وہ آگے نکل گیا۔ اس
دوران انپکٹر جمشید اس کا اچھی طرح جائزہ لے چکے تھے۔
دوسری طرف وہ بھی انہیں دیکھ چکا تھا۔ لہذا دوسرا ریڈی میڈ
پک اپ کرنا پڑا۔

میں اس وقت انہوں نے اسے ایک ہوٹل کے سامنے
رکتے دیکھا۔ انہوں نے دیکھا۔ وہ ہوٹل کریمنٹ تھا۔ شہر

کا ایک انتہائی ہوٹل = صرف شریف اور حد دوپہتے امرتسار
 اسی ہوٹل میں ٹھہرا پلندہ کرتے تھے = وہاں کے دہانے کے
 دیو تو اسی میں داخل ہونے کی بھی جرأت نہیں کرتے
 تھے ، کیونکہ صرف چائے کا کپ یہاں پہچان دینے کا
 تھا۔ اسی شخص نے کار پلنگ میں کھڑی کی اور ہوٹل میں داخل
 ہو گیا۔ ایکٹر جمشید بھی پہلے ہی دروازے کے نزدیک پہنچ
 چکے تھے۔ دروازے پر کھڑے نگران نے انہیں روکے کی
 کوشش کی۔ اور صرف اتنا کہہ سکا:

”سر۔ آپ؟“

”دہانے آگے رہے گئے۔ نگران کا ہاتھ اٹھا کا اٹھا
 رہ گیا۔ اسی قدر جرأت سے کوئی عام آدمی تو ہوٹل میں
 داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ یوں بھی داخلے پر تو کوئی پابندی
 تھی نہیں۔“

ایکٹر جمشید نے اس شخص کو لفٹ کی طرف جانے
 دیا۔ وہ گھرا گئے ، کیونکہ اس وقت درمیانی فاصلہ زیادہ
 تھا۔ یوں بھی وہ اس کے ساتھ لفٹ میں سوار نہیں ہوا
 پہنچتے تھے۔ اسے شک ہو سکتا تھا۔ اسی وقت وہ لفٹ
 میں سوار ہو گیا اور لفٹ کا دروازہ بند ہو گیا۔ ایکٹر جمشید
 کے ذہن میں بجلی سی گوندی۔ وہ فوراً کاؤنٹر پر پہنچے۔

”بھئی وہ۔ جادوگر کے کمرے کا کیا نمبر ہے؟“
 ”وہ کسی سے ملاقات نہیں کرتے سر۔ میرا مطلب ہے۔“
 ”پہلے سے وقت لیے بغیر۔ ان کا کلرک اس طرف بیٹھا ہے۔“
 وہ دہا۔ ”نیلے لباس والا۔“
 ”میں نے آپ سے اس کے کمرے کا نمبر پوچھا ہے۔“
 ایکٹر جمشید نے شک آواز میں کہا۔

”سواری سر۔ انہوں نے منع کر رکھا ہے۔ ان کی ہدایت
 یہ ہے کہ کوئی بھی ان سے ملنے آئے۔ ان کے سوک سے بات
 کرا دی جائے۔ اور اس وقت اتفاق سے کلرک صاحب مل
 میں موجود ہیں؟“

”چانک ایکٹر جمشید کو یاد آیا۔ وہ میک آپ میں ہیں۔
 انہوں نے عیب سے ایک کارڈ نکالا۔ اس کارڈ پر ان کا
 نام تو نہیں تھا ، البتہ پشیل پولیس کا لفظ لکھا تھا۔“

”اوہو اچھا۔ معاف کیجیے گا۔ اس کے کمرے کا نمبر
 نو سو چار ہے۔ آپ کو پانچویں منزل پر جانا پڑے گا۔“
 ”شکریہ۔ آپ ان کو کچھ نہیں بتائیں گے۔ اگر بتایا
 تو ہوٹل بند ہو سکتا ہے؟“

”ہوٹل تو خیر آپ بند نہیں کرا سکتے۔ مل میں ان سے
 کوئی ذکر نہیں کروں گا۔“

ہٹل بند کرانے پر گنگو پھر کمرہ لگا: انہوں نے ہاتھ لگے ہیں کہا اور آگے بڑھ گئے۔ لفٹ میں وہ پانچویں منزل پر پہنچے۔ کمرہ نمبر ۹۰۲ کے تالے کے سوراخ میں سے اندر جھانکا۔ اندر جادوگر ضرور موجود تھا، لیکن وہ موجود نہیں تھا۔ جس کا تعاقب کرتے ہوئے وہ یہاں تک آئے تھے۔ گویا ان کا اندازہ غلط ہو گیا تھا۔ ہٹل کرینسٹ کا نام ذہن میں آتے ہی ان کا خیال جادوگر کی طرف گیا تھا، کیونکہ جادوگر نے اپنے ہٹل کا نام ہٹل کرینسٹ بتایا تھا۔ لہذا انہوں نے ذری طور پر یہ نتیجہ نکالا کہ وہ ہو اس شخص کا قتل بھی اس جادوگر سے ہے۔ لیکن اب وہ اس کمرے میں نظر نہیں آیا تھا۔ گویا وہ اس منزل کے کمرے اور کمرے میں تھا۔ اب انہوں نے ایک ایک کمرے میں جھانکا شروع کیا۔ ایسے میں ایک بیرے کی تیز آواز گونجی:

"اے مٹر۔ یہ تم کیا کر رہے ہو۔ یہاں کمرہ میں تاک جھانک کرنے والے کو پولیس کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔ لیکن نہیں۔ پہلے اس کی خوب مرمت بھی کی جاتی ہے۔ لہذا تم مرمت کے لیے تیار ہو جاؤ۔" یہ کہہ کر اس نے گلے میں ہلکی ہوتی سیٹی بجا دی:

"ارے ارے۔ یہ کیا کر رہے ہو؟ انیکٹر جمشید گھبرا گئے۔

لیکن اس وقت تک سیٹی بج چکی تھی۔ اور اچانک ددڑتے قدموں کی آوازیں سنائی دی تھیں۔ پھر دونوں طرف سے کئی بیرے ان کے گرد جمع ہو گئے۔ یہ شاید اسی منزل کے بیرے تھے اور رہتے بھی اسی طرح تھے۔

"کیا بات ہے؟ کئی آوازیں ابھری۔

"یہ صاحب تاک جھانک کر رہے تھے۔ اور تم جانتے ہی ہو کہ ہمارے مینجر صاحب کا حکم ہے کہ ایسے آدمی کی پہلے خوب مرمت کی جائے، پھر اسے پولیس کے حوالے کیا جائے، یہ بھی ہم جانتے ہیں کہ پولیس کے حوالے کرنے سے پہلے خوب مرمت کرنا کیوں ضروری ہے۔ اس لیے کہ بعض مجرم سفارش کی بنا پر چھوٹ جاتے ہیں۔ لہذا کیوں نہ مرمت تو کر ہی دی جائے۔ اس لیے اب اس کی مرمت کرو۔"

وہ ان کی طرف جھپٹے، لیکن انیکٹر جمشید نہایت آسانی سے ان کے درمیان سے نکل گئے:

"پہلے میری بات سن لو۔"

"نہیں! ہمارے مینجر صاحب کا حکم ہے کہ ایسے آدمی کی کوئی بات نہ سنی جائے۔ بس صرف مرمت کی جائے۔"

"ابھی بات ہے۔ تو پھر پہلے مرمت۔ پھر بات۔"

انپکڑ جینے نہ بنایا۔

وہ ایک بار پھر ان پر چبھنے۔ اس بار انھوں نے دو ہاتھ جھاڑ دیے۔ وہ دو دو دور جا کر گھسے اور خوفناک ہو گئے۔ ایسے میں ایک چٹایا:

”استاد! تم کہاں ہو؟“

”کیا بات ہے؟ ایک بھاری بھر کم آواز سنائی دی۔“

”استاد۔ یہ آدھی بھاری بھر کم آواز سنائی دی۔“

”بات کیا ہے؟ استاد نے منہ بنایا۔“

”مرمت کرنی ہے۔ تاک جھانک کر رہا تھا۔“

”اچھا تو پھر تم ایک طرف ہٹ جاؤ اور نگارہ دیکھو۔“

”بہت خوب استاد۔ اب آگے گھا مڑا۔ ان میں سے

ایک نے کہا۔

استاد ان کی طرف ماہرانہ انداز میں بڑھا۔ وہ سمجھ گئے

کہ اناڑی نہیں ہے۔ لہذا انھوں نے بھی محتاط انداز میں

دار دکا اور اس کی گردن پر ایک ہاتھ دیا۔ استاد وجہ

سے گرا اور پھر دالہ سکا۔ اوندھے منہ پڑا کا پڑا رہ گیا۔

”یہ۔ یہ کیا ہوا استاد؟ وہی ساتھی بولا۔“

”مڑا آگیا۔ اتنا مزے دار ہاتھ زندگی میں پہلی بار

کھایا ہے۔“

”اگر مڑا آگیا ہے تو یہ بتاؤ۔ چوٹے سے قد کا کدھی

بوس گھسے میں ٹھہرا ہوا ہے؟“

”اوہ۔ اوہ۔ اچھا تو تم اسے تلاش کر رہے تھے۔ اس

کے لیجے میں حیرت تھی۔“

”کیوں! کیا بات ہے۔ تم حیرت زدہ نظر آتے گئے۔“

”وہ کمال کا آدمی ہے۔ آپ بھی ہیں۔ لیکن وہ شاید آپ

سے بھی زیادہ عجیب ہے۔“

”اوسے بھئی، میں نے اس کے کمرے کا نمبر پوچھا ہے۔“

انھوں نے منہ بنایا۔

”اس کے کمرے کا نمبر نو سو چار ہے۔“

”اس میں تو وہ جادوگر ٹھہرا ہوا ہے۔“

”وہ بھی اسی کمرے میں ٹھہرا ہوا ہے۔ اس نے بتایا۔“

”تو کی دہنوں ساتھی ہیں؟“

”جادوگر تو اس کا کوئی ماتحت لگتا ہے۔“

”اے! اچھا! انپکڑ ہمیشہ حیران رہ گئے۔“

”لیکن ہم آپ کو شہرہ دیں گے کہ ان کے کمرے میں ہرگز

داخل ہوں۔ وہ انتہائی خطرناک ہیں۔“

”یہی تو دیکھنا ہے کہ وہ خطرناک کہاں تک ہیں۔ انپکڑ ہمیشہ

نے کہا اور واپس اس کمرے کی طرف لوٹ گئے۔“

انہوں نے دستک دی۔ استاد اور اس کے ساتھی اور
کھڑے ان کی طرف دیکھ رہے تھے۔

"کون؟ اندر سے کسی نے دھاڑنے کے انداز میں کہا۔
"پولیس۔"

"پولیس کا یہاں کیا کام؟"

"دردانہ کھولو۔ دروازہ توڑ دیا جائے گا۔"

"ابھی بھی کیا مصیبت ہے۔ توڑ دیا جائے گا۔ جھٹکا کر

کہا گیا اور پھر دردانہ کھول دیا گیا۔ انہوں نے دیکھا، جادوگر
ان کے سامنے کھڑا بالکیں جھپکا رہا تھا:

"آپ کو کہیں دیکھا ہے؟ وہ بڑبڑایا۔

"آپ تو جادوگر ہیں۔ اپنے جادو کے زور سے یاد کر لیں

نا۔ مجھے کہاں دیکھا ہے؟"

"ان ٹھیک تو ہے؟ یہ کدھر اس نے آنکھیں بند کر لیں اور

منہ میں کچھ بڑبڑانے لگا۔ اچانک اس نے آنکھیں کھول دیں
اور تیز آواز میں بولا:

"آپ تیمور عالم کی دھوت میں تھے؟"

"بالکل ٹھیک؟ وہ مسکراتے۔

"یہاں کیسے آئے ہیں۔ میں کسی سے پہلے سے ملے شہ

پر دگرام کے بغیر نہیں ملتا۔ اگر مجھ سے کوئی کام ہے یا

جادوگری کے کھل کے لیے وقت ملتا ہے تو پھر میرے کمرے
کے پاس جاتیں۔"

"بات آپ سے ہوگی۔ اور مجھے وقت لینے کی ضرورت

نہیں۔ نہ میں دوسروں کو وقت دیتا ہوں۔ میں تو صوفیہ
پوچھنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔ وہ کہتے کہتے رک گئے۔

"جو پوچھنا چاہتے ہیں۔ یہ بھی وقت لے کر پوچھ سکتے ہیں،
چلتے پھرتے نظر آئیں؟"

"کیا آپ نے سنا نہیں۔ میرا تعلق پولیس سے ہے؟"

"تو کیا ہوا۔ میرے پاس تو بڑے بڑے پولیس والے
آتے ہیں۔"

"اور آپ ان سے بھی وقت لے کر ملتے ہیں؟"

"ہاں! بالکل۔ اب تم میرے جادو کا کمال دیکھو۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی ان کے جسم کو ایک زبردست جھٹکا

لگا اور وہ برآمدے میں کافی دُور گرے۔ ساتھ ہی آنکھوں کی

آوازیں سنائی دیں۔ کمرے کا دردانہ بند ہو گیا۔ انہوں نے مڑ

کر دیکھا۔ بیرے ہنس رہے تھے۔

"کس بات پر ہنس رہے ہو بھی؟ وہ مسکرائے۔

"اس بات پر کہ آپ کے ساتھ بہت بُری ہوئی؟"

"کوئی بات نہیں۔ ہوتا ہے، ایسا بھی ہوتا ہے۔ یہ شخص

تو واقعی جادوگر معلوم ہوتا ہے۔

"کیسے اندازہ لگایا؟ استاد بولا۔

"اس نے اتنے پر بلائے بغیر۔ مجھے اٹھا کر باہر بیٹھ دیا۔ یہ جادو نہیں تو اور کیا ہے؟

"جادوگر تو خیر وہ ہے۔ ہم پر بھی یہ بات ثابت ہو چکی ہے۔" استاد نے کہا۔

"وہ کیسے؟

"اس نے اپنی جادوگری کے جو کمالات ہمیں دکھائے ہیں وہ کسی طرح بھی مداری کے کھیل نہیں ہو سکتے۔"

"ہوں۔ میرا بھی یہی خیال ہے، لیکن جادوگر ہونے کا یہ مطلب تو نہیں کہ وہ دوسروں کو اٹھا اٹھا کر پیٹیک دے۔ میں اس سے انتقام لوں گا۔ یہ کہہ کر انھوں نے پھر دنگ دی۔ ایک بار پھر دروازہ کھلا۔ جادوگر کی حیرت میں ڈھکی آواز سب کے کانوں سے ٹکرائی:

"اب کیا ہے؟

"جی جو چلے تھا۔ آپ سے ملاقات کروں گا۔"

"گویا ابھی دماغ درست نہیں ہوا۔ جادوگر نے جھٹکنے ہوئے انداز میں کہا۔

"نہیں۔ کراٹا چاہتا ہوں۔"

"اب میں تمہیں اٹھا کر چھت سے لگا دوں گا۔ تمہارا سر چھت کو چھوئے گا اور پتھر نیچے ٹپک رہے ہوں گے، جس طرح کوئی گیس کا خباہہ کسی بچے کے ہاتھ سے چھوٹ جائے اور چھت سے جا گئے۔"

"بھئی واہ۔ یہ نظارہ اگر دیکھنے کو مل جائے تو مزا آجائے۔" استاد نے بچوں کی طرح تالی بجا دی۔

انپکٹر جمشید کو ایک حدیث شریف یاد آگئی۔ انھوں نے فوراً آیت الکرسی پڑھنا شروع کر دی۔

"کیا پڑھ رہے ہو۔ کیا اٹا مجھ پر جادو کر رہے ہو۔ جادوگر ہنسا۔

انھوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ آیت الکرسی پڑھتے رہے۔

"شاید یہ کوئی منتر پڑھ رہا ہے، لیکن مجھ پر اس کا منتر نہیں چلے گا۔ میں نے پورے سو جادوگروں کو

شکست دے کر جادوگری کا سب سے بڑا انعام جیتا ہوا ہے۔ ان! اس نے غمزہ لہجے میں کہا اور ایک بار پھر ان کی طرف ہاتھ بڑھا کر جھٹکا ماریا۔

انپکٹر جمشید روکھڑائے۔ انھوں نے اور تیزی سے آیت الکرسی کا ورد شروع کر دیا۔

اندھ جادوگر کے چہرے پر محبت کے آئینہ نمودار ہوئے۔
 "کیا بھائی پروفیسر صاحب؟ استاد نے طنز آمیز انداز میں کہا۔
 اسی کے سب سے پہلے کھڑے یہ عقائد دیکھ رہے تھے۔ ان
 سب کے چہروں پر محبت کے آئینہ تھے۔ اور وہ بہت زیادہ
 نکتہ انداز بھی ہو رہے تھے۔

"یہ حضرت بھی جادوگر ہیں۔ اور کچھ پر اپنا جادو چلا
 کے پھر میں ہیں۔ لیکن تم لوگوں نے ہی دیکھا ہو گا
 کہ جادوگر سر پہ لٹکے ہوئے۔"

"ہاں بھائی! یہ تو ہم نے بہت مرتبہ سُن رکھا ہے۔
 پھر آپ کی زبان تو اس قدر گھڑی ہے کہ کوئی بات نہیں
 بولتا۔ کوئی اس سے کلام نہیں کرتا۔ استاد نے جلدی جلدی کہا۔

"یہاں جادوگر اپنے آپ کو کون کون سے شے کہتے ہیں۔ جادوگر عزت مند
 ہیں۔ نہیں تو۔ آپ کو دہم ہوا ہے۔ استاد نے گھبرا
 کر کہا۔

"بھائی تو۔ کیا میں دھم بولتا ہوں؟ دعا کرتا۔

"اے اے نہیں۔ دہم تو حاصل کیے ہوا ہے۔
 بلکہ ہم سب کو ہوا ہے۔"

"بھائی استاد۔ کیوں نہ رہے ہو۔ میں نہیں کھڑا ہوں
 اسی کے سامنے۔ آپ کھڑے ہوئے۔"

"آپ تو خدا جادوگر ہیں۔"

"یہ غلط ہے۔ وہ بولے۔

"یہ غلط ہے۔ کیا غلط ہے۔ اور کیوں غلط ہے؟ استاد نے
 جواں ہو کر کہا۔

"میں جادوگر نہیں ہوں۔"

"تو پھر آپ کیا، بڑا رہے تھے؟

"قرآن کریم کی ایک آیت۔ ایک حدیث میں ہے کہ اگر
 آیت احراری بڑھائی جائے تو جی بہت دھواؤں میں کو
 نکلتے۔ لہذا جادو بھی اڑ نہیں کرے گا۔ کیونکہ وہ لوگ بھی
 تو حاصل خیال سے کام لیتے ہیں۔"

"اوہ۔ اوہ۔"

"نہ مرتبہ وہ کہنے کا شکریہ۔ آپ کھڑے ہوئے تو
 کہہ گا۔ انہیں فائدہ تو خیال آ گیا۔ یہ جملہ حاصل اسی
 کا تھا۔

"یہ کیا بات بھائی؟ استاد بولا۔

"پہلے میں خدا جادوگر صاحب سے دو دو باتیں کر لیں۔
 وہ بولے۔

"کیا محبت دو باتیں کافی نہیں ہیں۔ کہ دو دو باتیں کر لیں
 گئے۔ استاد گھبرا گیا۔"

"ابو۔ تم تو ہل کی کمال آواز سنے لگے۔ کس سے یہاں کی
 ریکو۔ کھیل کی صدارت کیجیو؟
 "یہی کہ۔ کھیل کیجیوں۔ کھیل کی صدارت کیجیوں۔ استاد کی ایک
 بار سے جیت کے باہر کو الی پڑیں۔
 "اے کوئی حریف نہیں ہے۔ دیکھو تو؟
 "اے جی۔ تو تیل دیکھو تیل کی صدارت کیجیو ہے؟ استاد
 نے آواز سا نہ بڑیا۔
 "جی ہاں۔ آپ تو کوئی با محاورہ استاد ہیں؟ آپ کیسے تھیں
 نے جی ہاں کر کہا۔
 "ہاں۔ بھلاں اٹھ۔ وہ اصل میں خود ادب کے شوقین
 گھرانے میں پیدا ہوا تھا۔ استاد نے کہا۔
 "تو پھر استاد کی طرح ہی گئے۔ میرا مطلب ہے۔
 بیوں کے استاد۔ شاعری اور مستطیل کے استاد بنے ہوتے؟
 "یہ ایک لمبی کہانی ہے۔ پھر کسی وقت سنائیں گا؟
 "غیر۔ ضرور سنیں گے جی۔ اس وقت خدا لیں ہاں وہ
 صاحب کی کہانی سن لیں۔ لیکن تو جناب پروفیسر صاحب۔
 آپ کو جاد تو مجھ پر نہیں مل سکا۔ اب آپ اسی دبے
 پتے کوئی۔ جی۔ بوڑھا کے بارے میں بتائیں۔ وہ کہاں ہے؟
 "میری جیب میں۔ بہت ہے تو کمال ہو۔ اس نے

تنگ کر کہا۔
 "دوستو۔ اب میں ان کی جیب سے ان کے ساتھی
 بوڑھا کو نکالتے لگا ہوں۔
 "اس کے سامنے تو ان کی گھسی بندھی رہتی ہے۔ تو
 ان کی جیب میں کسی طرح ہو سکتا ہے؟ استاد نے آواز سا نہ بڑیا۔
 "کیوں جی۔ بلکہ۔ کیا تو خود بھی استاد ہے؟
 "اے اے اس نے کھوٹے کھوٹے انداز میں کہا۔
 "کمال ہے۔ یہاں تو استاد پر استاد کھوٹے ہیں؟ آپ کیسے
 جیتنے سے جاد کر کہا۔
 "جہاں تک جاد خیال ہے۔ وہ صاحب باہر کے ہوتے
 ہیں؟ استاد نے کہا۔
 "لجے ہوئے تھے۔ ہٹ چکے ہیں خود جی نہیں ہیں؟
 "آپ کو میری تھکن ہے؟
 "ایک آواز اچھی۔ اندرونی کمرے سے نکل کر انھوں
 نے بوڑھا کو آستے دیکھا۔
 "اے باپ سے؟ استاد کے سر سے خون نذر آواز
 میں نکلا اور پھر وہ دوسرے دوسرے انداز میں بچے پٹنے لگے۔
 "جادگر کے چہرے پر بھی خوف جاری ہو گیا۔
 "اے سڑ بوڑھا؟ آپ کیسے جیتے تنگ لگے ہیں۔

”یہ جان کر خوشی ہوئی کہ آپ میرا نام معلوم کر چکے ہیں۔“
انیکٹر جمید۔

”کیا کم۔ انیکٹر جمید۔ جادوگر اور استاد نے ایک ساتھ
استاد کے ساتھیوں کے چروں پر اور بھی حیرت دوڑ گئی۔“

”ہاں! یہ میک آپ میں ہیں۔ لیکن میری نظروں سے
نہیں ہٹ سکتے۔ کیوں میں ٹھیک کہ رہا ہوں نا؟“

”ہاں! میں انیکٹر جمید ہوں۔ تو پھر اس سے کیا ہوتا ہے۔
میں آپ سے صرف یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں مشر، بوشا کہ آپ
اس گفتگو کا کیا کریں گے؟“

”اچھا۔ تو آپ اس حد تک آگے جا چکے ہیں۔
”اس بات کو چھوڑیں مشر۔ میری بات کا جواب دیں۔“
”ہم آپ لوگوں کی معلومات اپنے بارے میں معلوم کرنا
چاہتے تھے۔ اور بس۔“

”تم لوگ یہاں کرنے کیا آئے ہو؟“
”جو کرنے کے لیے آتے رہتے ہیں۔ ہمارا تو بس ایک ہی
کام ہے۔“

”یہ سمجھ گیا۔ اسلام کو نقصان پہنچانا۔ لیکن اس کے
نہ جانے کتنے دُشمن تم لوگوں نے اختیار کر رکھے ہیں۔ لہذا اس
وقت کیا دُشمن ہے؟“

”اگر یہ بتا دیا تو پھر ڈر کیا نہ جائے گا۔ اس نے جس
کر کا۔“

”جادوگر صاحب۔ اب آپ تیمور عالم صاحب کے ہاں کرتب
تو دکھا نہیں سکیں گے۔“

”کیوں۔ کیا آپ مجھے گرفتار کر رہے ہیں؟“
”ہاں بالکل۔ آپ نے اپنے ساتھی کے ذریعے سرکاری ہتھیار
سننے کی کوشش کی ہے۔“

ان الفاظ کے ساتھ ہی ایک دھماکا ہوا۔

”ابھی تک تو پروڈیوسر جو چنگ یعنی جادوگر کو کسی نے
پروڈیوگرام دکھانے سے نہیں روکا۔ پھر اب کس لیے یہ کیا
گیا ہے۔“

”ہو سکتا ہے۔ انہیں علم ہو گیا ہو کہ ان کے خلاف
ہم کارروائی شروع کر چکے ہیں۔“

”ہوں! اب جب تک عمران نہیں مل جاتے، یا ہم نہیں
تلاش نہیں کر لیتے، اس وقت تک تو ہم واقعی جادوگر کو
نہیں روک سکتے۔“ فرزانہ بڑبڑاتی۔

”لیکن ہم یہ کام ضرور کر سکتے ہیں کہ وہاں کی خفیہ طور
پر نگرانی کراتے رہیں۔ اور یہ جاننے کی کوشش کرتے رہیں
کہ وہ ان پروڈیوسروں سے مقصد کیا حاصل کرنا چاہتا ہے۔“
محمود بولے۔

”بالکل ٹھیک۔ مل۔ لیکن۔ میں کیا کروں۔ میرے
حواس جواب دیتے جا رہے ہیں۔“

”مہربانی فرما کر آپ گھر چلے جائیں۔ آنٹی بھی عدد درجے
پریشان ہوں گی۔ باقی کام آپ ہم پر چھوڑ دیں۔“

”ہاں! یہ ٹھیک رہے گا۔ لیکن تم برابر مجھ سے رابطہ
رکھو گے۔“

”آپ فکر نہ کریں۔ اور ہاں۔ ایر پورٹ، ریلوے سٹیشن

جاسوس

آئی جی صاحب نے جو بھلا لکھا، وہ یہ تھا:

”میرے بیٹے کو اغوا کر لیا گیا ہے۔ اور فن پر دھکی
دی گئی ہے کہ اگر پروڈیوسر جو چنگ کے کسی پروڈیوگرام کو روکا
گیا۔ اسے اپنے کھیل دکھانے نہ دیے گئے تو میرے بیٹے
کو ہلاک کر دیا جائے گا اور اگر بیٹے کو تلاش کرنے کی کوشش
کی گئی تو بھی اس کو جان سے مار دیا جائے گا۔“
”اُن مالک۔ فرزانہ کے منہ سے نکلا۔“

”میرا خیال ہے۔ اس وقت سے بھی بہت پہلے آبا جہاں
گنگو سننے والے تک پہنچ چکے ہوں گے اور اس نظام کو خراب
کر چکے ہوں گے، لہذا اب ہم بات چیت کر سکتے ہیں۔“ محمود
نے گھڑی کی طرف دیکھ کر کہا۔

”اچھی بات ہے۔ ہم بات چیت کر سکتے ہیں۔“ آئی جی
صاحب بولے۔

اور دوسرے تمام ایسے مقامات جہاں سے دشمن کے ہونے کے امکانات ہیں، ان کی نگرانی سخت گوارا دی جاتی ہے۔ وہ جہازیں صاحب کو ملک سے باہر لے جاسکتی ہیں۔ تاکہ انہیں تلاش نہ کیا جاسکے۔

ابھی بات ہے۔
اور وہ دکان سے باہر نکل آئے۔ غصے نگر کے اور برا حال تھا۔ گھر لوٹے تو ایکٹر جتیا خان، سخاں اور یارا غلو کے ساتھ دکان موجود تھے۔ ان کے سر بھی سٹپ ہوئے تھے۔

خیر تو ہے۔ تم لوگوں کے چہروں پر بھی اٹھائی ہوئی ہیں۔ ایکٹر جتیا نے مسکاتے کی کوشش کی۔

جی۔ جی ہاں! ان حالات میں اٹھائی نہیں بیٹھی۔ تو اوروں کیا ہو گا۔

ہوا کیا ہے؟
آپ کے چہروں پر بھی ہم کوئی خوش گوار تماشعات نہیں ہے۔ خیر تو ہے؟

میرے پاس بھی کوئی اچھی خبر نہیں ہے۔
ہاں! اللہ اپنا دم فرماتے۔ ہماری طرف کی خیر تو کہ دشمنوں نے آئی جی صاحب کے بیٹے کو اغوا کر لیا ہے

اور انہیں بھی لڑی ہے کہ بھادر کے کسی بار مقام میں دشمن اٹھائی نہ کی جائے۔ اور ان کا بیٹا انہیں مکہ حالت میں ہرگز نہیں دے گا۔
اور۔۔۔ تو تم نے ایک غیر متاثرہ ایکٹر جتیا نے ہر گھبراہٹ کر کہا۔

کیوں! آپ کو کیا ہوا؟
بھادر نے چیخ کر کہا ہے۔ وہ شہر میں کھیل کھاتے گا اور اسے دکان نہیں چاہئے گا۔ جیسا کہ میں نے قیصلہ کر لیا تھا کہ اسے کھیل نہیں کھاتے چاہئے گا۔ لیکن ایسا غصہ برپا ہے جیسے اب ہم اسے دکان نہیں سکیں گے۔ انہوں نے جلدی جلدی کہا۔

ہاں اب جان۔ اب ہم اسے دکان نہیں سکیں گے۔
لیکن ہم نگرانی ضرور کر سکیں گے۔ کہ وہ کرتے کیا ہیں۔
بہت خوب۔ وہ کل تیمور عالم کے ہاں اپنے کرتب دکھانے والا ہے۔ یہیں آج۔ بلکہ اسی وقت سے نگرانی کی تیاریاں شروع کر دینی چاہئیں۔

ہاں! ہم خود نگرانی کا کام کریں گے، لیکن نہایت سہ سے کیے گئے سیک آپ میں۔ آؤ پہلے ایک آپ کا کام مکمل کر لیں، پھر ہمیں دوسری تیاریاں بھی کرنا ہوں گی۔
انہوں نے سب کے ایک آپ شان وار طریقے سے

کہے۔ اس مہینے میں انھوں نے فرزند پر بھی لڑکے کا
 ایک آپ کیا۔ اور ان کے قد بھی نو فوٹ اونچ بڑے کر دیے۔
 اب وہ لڑکے نظر نہیں آتے تھے۔ پھر انھوں نے پیغمبر
 داؤد اور خان رحمان کے چہروں پر ایک آپ کیا۔ آخر میں
 انھوں نے خود پر ایک آپ کیا۔ اور وہ ایک صدی قسم کے
 بوڑھے نظر آنے لگے۔ ایسے میں اچانک بیگم جمشید ادھر آئیں۔
 اگرچہ انھیں معلوم تھا کہ ایک آپ روم میں کیا کام ہوتا ہے
 لیکن پھر بھی وہ بری طرح اچھل پڑیں۔ اور بوڑھے کو دیکھ
 کر کہ اٹھیں۔

"کون ہو تم؟"
 "یہیے۔ میں اتنی جلدی کون ہو تم ہو گیا؟" انیسٹر جمشید نے مسکرا
 کر کہا۔

"ہائیں آپ اور اسی ایک آپ۔ اسے فرزند کہاں ہے؟"
 "وہ ادھر کھڑا ہے۔" انیسٹر جمشید مسکرائے۔
 "آپ بھی کمال کرتے ہیں۔ اس بے چاری کو لڑکا بنا دیا۔"
 "دیکھو بیگم۔ اب تم اس بے چاری کو بے چاری نہیں۔
 بے چارہ کہو گی۔"

"حد ہو گئی۔ کھانا دیکھو کھانے کا پروگرام ہے یا نہیں؟"
 "آج صرف وغیرہ سے کام نہ چلا لیں۔ خان رحمان

نے کہا۔

"میں نے تو یہ بھی پکارتے ہیں: بیگم جمشید مسکرائیں۔"
 "ہائیں۔ بیگم۔ یہ تم نے وغیرہ کب سے پکارتے شروع
 کر دیے؟"

"جب سے آپ نے باقاعدہ کھانا کھانا پھوڑ دیا۔ یہ
 وغیرہ اس لیے پکارتا پڑتے ہیں کہ آپ جب بھی آئیں۔ آپ
 کے سامنے رکھے جائیں۔ ان کو گرم کرنے کی ضرورت نہیں اور
 یہ خراب ہوتے ہیں۔"

"اے جی۔ آخر یہ وغیرہ ہیں کیا۔ پتا بھی تو چلتے؟"

"ان کا تعلق کھانے سے ہے، دیکھنے سے نہیں۔"

"تو کیا۔ تو کیا۔ آئیں ہند کر کے کھانے پڑیں گے؟" پھر
 داؤد نے گھبرا کر کہا۔

"آپ غلط سمجھے۔ مطلب یہ کہ دیکھ کر آپ کچھ اندازہ
 نہیں لگا سکیں گے۔ کھا کر ہی ان کا ذائقہ یا ان کے بارے
 میں رائے بتا سکیں گے۔"

"تو ٹھیک ہے۔ آج تم صرف وغیرہ لاؤ۔"

ایک آپ سے فارغ ہو کر وہ دسترخوان پر آئے۔
 دواں عجیب و غریب چیزیں چھنی ہوئی تھیں۔ وہ دھکی دیکھے
 میں کوئی خاص چیزیں نظر نہیں آ رہی تھیں، لیکن جب کہ

انہوں نے کھانا شروع کیا تو پھر کھانا چھوڑ دیا۔
خاک قسم کھا کر چلا گیا۔ لیکن اس قدر لذت چھوڑ کر
تو بہت کم لگائی تھی۔
لیکن بھائی۔ اس کے نام کیا تھا؟

”پہلے تھا اس کے چچا کی بیوی کے نام کیا لکھوں، لیکن
پھر نہ لکھ سکی۔ سوچ رہی تھی، اس کے چچا نے فلاحی کی
درد لائی تھی، لیکن یہ نادر کے نام بہت ملتا ہے۔
لیکن اب قیصر ہو گیا۔ لیکن اس کے چچا کا نام اس سے بڑا
ہی ہو گا۔“

”اور آؤ، جی پڑے۔ اور پھر تھوڑے سے گھر سے
نکل آئے۔ اس بات کا امکان تھا کہ حدود دہلی سے کی
طرف کوئی ٹھکانہ کر کے دلا ہو جو ہو۔ لیکن اس طرح
کوئی گاڑی نہیں تھی۔ انہوں نے پہچان لی اور وہ ٹھکانہ
میں پہنچ کر تیسرے عالم کی طرف روانہ ہوئے۔ گویا یہ طاقت
انہوں نے دینی گزارنے کا قیصر کیا تھا۔ کوئی کے سامنے
ان کے انہوں نے ٹھکانوں کو خارج کیا اور خود کو اٹھایا کیا
لی کہ دھوکہ دے، وہ نہ جانتا تھا اس کے بڑے۔ یہ دیکھ کر
نہایتی اس کے بچے پانچویں تھی۔ چل دی تیسرے عالم
کے خادم نے دھوکہ کھلا۔ یہ خادم وہ نہیں تھا۔ جس کو

تو پہلے دیکھ چکے تھے۔
”کی فرمائشیں اس نے کیں۔“
”جیسی تیسرے عالم صاحب سے ملتا ہے۔ ہم اس کے۔“

”مہمان ہیں۔“
”مہمان ہیں۔“
”ابھی مہمان۔ اور ہم آپ کو کیا نظر آ رہا ہے۔“
”فلاحی نے حد بتلایا۔“
”جی۔ جی۔ مہمان کی تو نظر آ رہا ہے۔ یہ اس کے
گھر بڑا اکہ اور جلدی سے اندر چلا گیا۔“

”ابھی۔ یہ دیکھو۔ یہ فرمائشیں ہے۔ فرمائشیں ہے۔
ایک سوچتے تھے دینی آؤتے ہیں کھانا۔“
”یہ آپ نے اچھا کیا۔ کام میں سے صحت۔“
”جی۔ مہمان میں کوئی فرمائش کر بھی جائے تو جی گولا ہو
جائے گا۔ یا پھر کہتے کہتے ہی اسے پلٹ آ جائے گا کہ یہ
مختصر اب فرمائشیں ہیں۔ فلاحی نے خوش ہو کر کہا۔“

”لیکن آتا جان۔ نام تو بالکل سب کے جی تیار کرتے
جائے گا۔ اور کیا آپ تیسرے عالم صاحب کو بتا دیں گے کہ
آپ کھانے ہیں۔“
”ہیں۔ انہیں بھی ہمیں بتایا جائے گا۔ وہ پھر دے

وہ نہیں رہ جاتے تھے۔ وہ بادشاہ کو اتنا چڑھا کے پر گئی
 لیتا ہے۔ اس کی گھنٹاؤں تیریں چال ہے۔ کہ آئی جی رہا
 کے بیٹے کو اغوا کر لیا ہے۔ اور اسے آواز دے رہا تھا کہ
 چھوٹے گا۔

پھر اس وقت ملازم نمودار ہوا اور بولا:

”ڈرانگ دوم میں تشریف رکھے۔ شاہ۔ دیکھئے ان
 کا کتا ہے۔ ان کے ہاں تو کوئی سہا نہیں آئے تھے۔
 کیا ہی بلائے سہا نہیں آسکتے۔
 پتا نہیں۔“

”آپ کا نام پتا پکڑ چکا ہوئے۔“

”رہیں۔ کیوں آپ نے میرا نام کیوں پوچھا۔“ اس نے
 انہیں گھبراہٹ۔

”کیا نام پوچھا سہاں مجرم ہے۔“ قاروق کے منہ بنایا۔

”نہیں۔ مجرم تو میر نہیں ہے۔“

”ہوں۔ تو میں پوچھ لیا۔“

”وہ منہ بناتے ہوئے انہیں ڈرانگ دوم میں بٹھا کر چلا
 گیا۔ چند منٹ بعد تھمیں کی آواز سنائی دی اور تیمور عالم اللہ
 داخل ہوئے۔ انہوں نے حیرت بھری نظر ان پر ڈالی۔
 میں آپ لوگوں کو شاہ سزا دے دیکھ رہا تھا۔“

”ہو سکتا ہے۔ یہی بات ہو۔“

”پھر آپ نے اپنے آپ کو سہاں کی طرف کر دیا۔“

”اس لیے کہ ہم آپ کے ہاں واقعی کل تک سہاں ہی

کر رہیں گے۔“

”لیکن آپ کے بارے میں مجھے معلوم تو ہو۔ آپ لوگ

کون ہیں؟“

”میں بلائے سہاں۔ میں آپ ہمارا ہی نام رکھ لیں۔“

”آپ کہاں سے آئے ہیں؟“

”اسی شہر سے۔ کل آپ کے ہاں کوئی بادشاہ اپنے بادشاہ

کا سزا دے کر نہ دلا ہے۔“

”ہاں! یہ بات تو ہے۔“

”میں! ہم اس کا کمال دیکھنا چاہتے ہیں۔“

”اس کے لیے تو آپ کل بھی آسکتے تھے۔ تیمور عالم نے

منہ بنایا۔“

”ہاں! آسکتے تھے، لیکن یہ کہتے کہتے ایکٹر چھوٹے

گئے اور غیر محسوس طور پر آٹھ کر دروازے کی طرف بڑھے،

وہ آواز پیدا کیے بغیر انتہائی تیزی سے دروازے پر پہنچے

تھے اور پھر ایک جھلک سے باہر نکل گئے۔ فوراً ہی وہ اندر

داخل ہوئے۔ انہوں نے رشتہ کو کلائی سے پکڑ رکھا تھا،

ماتحتی ہوتے گئے۔ ہر ہندو کو اپنی پوجا کے لیے
پڑا ہے۔ ان کو گھنٹی تھیل چلا ہے۔ ان کو
کے لیے کہ ان کو پڑا ہے۔ اب ان کو ہندو
ہوئے گئے۔

ہی ان وقت تک ہندو ہوا تھا۔
نہایت دم میں ان کو اپنے ملک میں
کا ہے۔ ان کے لیے تو ان کو ہندو نہیں آئے تھے۔
ان کو ہندو نہیں آئے تھے۔

ان کو ہندو نہیں آئے تھے۔
ان کو ہندو نہیں آئے تھے۔

ان کو ہندو نہیں آئے تھے۔
ان کو ہندو نہیں آئے تھے۔

ان کو ہندو نہیں آئے تھے۔
ان کو ہندو نہیں آئے تھے۔

ان کو ہندو نہیں آئے تھے۔
ان کو ہندو نہیں آئے تھے۔

ان کو ہندو نہیں آئے تھے۔
ان کو ہندو نہیں آئے تھے۔

ان کو ہندو نہیں آئے تھے۔
ان کو ہندو نہیں آئے تھے۔

ان کو ہندو نہیں آئے تھے۔
ان کو ہندو نہیں آئے تھے۔

ان کو ہندو نہیں آئے تھے۔
ان کو ہندو نہیں آئے تھے۔

وہ اسے چھیٹے ہوئے اندر لائے اور جھٹکا دے کر آگے
گرا دیا۔

"یہ کیا کیا آپ نے؟"
"یہ ڈرائنگ روم کے دروازے سے لگا، اس کمرے میں
ہونے والی بات چیت سن رہا تھا۔"

"لیکن کیوں؟ تیمور عالم کے لہجے میں حیرت تھی۔
"آپ اس سے پوچھیں۔ کیا آپ نے اسے یہ ہدایت
کر رکھی ہے؟"

"نہیں تو۔"
"تو پھر یہ یہاں ہونے والی گفتگو کیوں سن رہا تھا، اسے
ایسی کیا ضرورت تھی؟"

"کیوں دیتی۔ تم بتاؤ۔"
"مم۔ میں۔ میں۔ میں۔"
"بھئی۔ میں میں کرنے سے تو تم وجہ نہیں بتا سکو گے
فادوق نے پریشان ہو کر کہا۔

"اگر اجازت ہو تو میں اس کی مدد کروں۔ فرزانہ بولی۔
"کیا مطلب۔ تم اس کی مدد کرو۔ گے۔ فادوق کی کہنے
کہتے رک گیا۔

"ہاں کیوں نہیں۔ مدد کر دینے میں کیا حرج ہے۔"

"کیوں جناب تیمور عالم صاحب۔ آپ کی طرف سے اجازت
ہے؟ فرزانہ نے کہا۔

"ہاں! اجازت ہے۔ تیمور عالم نے رفیق کو گھومتے ہوئے کہا۔
فرزانہ اٹھ کر اس کی طرف بڑھی۔

"آپ۔ آپ کیا کرنا چاہتے ہیں؟ رفیق نے خوف زدہ
انداز میں کہا۔

"کیا یہ نیا ملازم ہے؟ انسپکٹر جمیل بولے۔
"ہاں! ابھی کل ہی رکھا ہے۔"

"کل جب آپ کے ہاں دعوت تھی۔ اس وقت تو یہ ہیں
تھا۔ خان رحمان بول اٹھے۔ آواز بدلتے میں بھی وہ پوری طرح کامیاب
رہے تھے، لیکن سوال کمزور تھا۔

"آپ کو کیسے معلوم؟ تیمور عالم نے چونک کر کہا۔
"ہم اس دعوت میں بھی موجود تھے۔"
"کمال ہے۔ کیا آپ کل بھی یہی بھلائے مہمان کی حیثیت
سے آئے تھے۔ اس صورت میں آپ اندر کس طرح داخل
ہوئے تھے؟

"وہ جادوگر کس طرح داخل ہوا تھا؟"
"وہ تو خیر اپنے جادو کے زور سے داخل ہوا تھا۔"
"تو ہم بھی اپنے جادو کے زور سے اندر داخل ہوئے"

ہوں گے۔ انکسٹر جیتہ مکرانے۔
"میں سمجھا نہیں۔"

"کمال ہے۔ حالانکہ ہم آپ کو باتوں باتوں میں
کچھ سمجھا چکے ہیں۔ خیر وضاحت کرتا ہوں۔ ہم اس جادو
کے مخالف ہیں۔ اور اس کے جادو کا توڑ کر کے اس
کو ناکام بناتے کے چکر میں ہیں۔ کیا آپ ہمیں ایسا کرنے
کی اجازت دیں گے؟
"اوہ۔ اس طرح تو میرا خیال ہے۔ اور لطف آئے
گاہ۔ تیمور عالم بولے۔"

"جی ہاں بہت زیادہ۔ آپ دیکھیے گا تو سہی۔
"خیر۔ آپ میرے سہاویں ہیں۔ تیمور عالم نے گویا
فیصلہ سنایا۔"

"اب اس کا کیا کریں۔ یہ اس جادوگر کا جاسوس معلوم
ہوتا ہے۔ تاکہ پہلے سے یہاں رہ کر معلومات حاصل کرتا
رہے۔ اور اس کے خلاف اگر یہاں کوئی کام ہوتا نظر آئے
تو یہ اس کی خبر اسے کر دے۔"

"اوہ۔ تو کیا یہ واقعی اس کا جاسوس ہے؟"

"ہاں جناب! میں ثابت کر سکتا ہوں۔ فرزانے کہا۔
"ضرور کریں۔"

عمود اٹھا اور اس کی طرف بڑھا۔ وہ اچھل کر کھڑا

ہو گیا۔
"نہیں۔ نہیں۔ تم مجھے ہاتھ تک نہیں لگاؤ گے۔
"تو یہی تم خود ایک آپ اتار کر دکھاؤ گے۔ فرزانے خوش
ہو کر کہا۔"

"کیا مطلب۔ ایک آپ۔ تیمور عالم پلائے۔
"جی ہاں ایک آپ۔ بلکہ جناب ایک آپ کا مطلب تو ہیں
ایک آپ ہی ہوتا ہے۔"

"تت۔ تو یہ ایک آپ میں ہے؟
"جی ہاں بالکل۔ ابھی ہم دودھ کا دودھ اور پانی کا
پانی کر دیتے ہیں۔"

"ایمانک اس کے ہاتھ میں پستول نظر آیا،
"خبردار! کوئی میری طرف نہ بڑھے۔
"اوسے اوسے۔ یہ کیا؟ تیمور عالم گھبرا گئے۔
"ایک ایسا کمال کر لیں اسے۔ کہ پستول بھی نکل
آئے۔ فاروق ہنسا۔"

"اے سٹر۔ ذرا سوچ کر پستول چلانا۔ کہیں گولی اٹ
کر تمہی کو نہ لگ جائے۔ آخر ہم لوگ بھی جادوگر ہیں اور
ادچنگ کا مقابلہ کرنے آتے ہیں۔" عمود نے منہ بنایا۔

’اوپر نہیں - پر چنگ: تیمور عالم ہوئے۔
 ’پہلے ہی نام ہوگا - اپنی نام کے یاد نہیں
 ’اسے تو کیا وہ نہیں کا دھنہ والا ہے: پروفیسر
 نے جہان ہو کر کہا۔
 ’میں سے تو کچھ نہیں کہا جا سکتا - نام پتہ نہیں
 ضرور ہے:۔

’اپناک اپنی نے دو دروازے کی طرف پھلاگ نکالی۔
 وہ شاید ایک ہی پھلاگ میں دو دروازے سے نکل جاتا ہو
 تھا، لیکن خود فوراً اس کے راستے میں آگے آگیا۔
 صورت اپنی ’انگ اس کے آگے کر دی۔ وہ الٹ کر گیا۔
 ’اسے سرکاری ’انگ کہتے ہیں - تو اچھے اچھے معائنہ
 میں آؤ جاتی ہے۔ آپ تو ہیں کیا چیز:۔ فائوق نے شروع
 آواز میں کہا۔

’بستول اس کے اٹھ سے نکل کر چسٹا ہوا دُور چلا گیا۔
 دھان نے فوراً اس کو اٹھا لیا:

’خیردار صر - اب تم حرکت نہیں کرو گے:۔ خان دھان ٹراتے۔
 وہ ساکت ہو گیا۔ فریاد نے اس کا ایک آپ مار دیا -
 ’اوپر - تو:۔ انکھڑے کتے کتے دک گئے - اپنے میک
 میں وہ اسے نہیں پہچان سکتے تھے:۔ وہ وہ ان کے لیے اٹھان

’نہیں تھا - ایک بڑا بڑا ہوا تھا۔
 ’تو کیا:۔ تیمور عالم نے جہان ہو کر فرمایا۔
 ’مصلوب:۔ کہ پیرا پیرا تھا - کوئی جانا پہچان کر دی جاتا
 ’تو:۔ آپ کا جانا پہچان نہیں نکلا:
 ’اس بات کی کوئی اہمیت نہیں - اہمیت اس بات کی
 ہے کہ:۔ حضرت کون ہیں اور یہاں کیا کرنا چاہتے تھے -
 اب انہیں پلٹنے کے حوالے کرنا چاہیے - اگر وہ اس سے
 انکار کریں:۔

’یہ عجیب ہے گا:
 ’اگر آپ اہانت دیں تو میں پولیس کو فون کروں:۔ انکھڑے
 جیش نے اٹھتے ہوئے کہا۔
 ’جی نہیں - یہ کام میں کروں گا - میں:۔ معاملہ انکھڑے
 جیش کے حوالے کروں گا:

’پہلے آپ کی مرضی:۔ انہوں نے کندھے اچکاتے۔
 ’تیمور عالم فون پر انہیں تلاش کرتے رہے، لیکن وہ
 کہاں ملے - وہ تو ان کے سامنے موجود تھے - آخر چنگ آ
 کر انہوں نے کہا:

’اس وقت تو وہ مل نہیں رہے - فی الحال آپ اسے
 پولیس کے حوالے کر دیں - بعد میں میں انکھڑے جیش سے

بات کروں گا۔
 "ٹھیک رہے گا۔" انکسٹر جمیڈ نے مسکرا کر کہا اور فون
 کر لے گئے۔

فون پر انھوں نے اپنے ماتحتوں میں سے چند ایک کو
 ہدایات دیں اور واپس ورت دیا۔

"یہ کیا، آپ نے ان سے کہا تو کچھ بھی نہیں؟"

"پولیس میں میرے چند دوست ہیں۔ ان سے غصہ افشا
 میں بات کی ہے۔"

"لیکن اس کی کیا ضرورت تھی؟ انھوں نے انجین کے بارے
 میں کیا۔"

"ضرورت تھی۔ آپ ابھی ان باتوں کو نہیں سمجھ سکیں گے
 انکسٹر جمیڈ نے کہا۔

"تو پھر میں کب سمجھ سکوں گا۔" یہ بتا دیں۔ تیمور عالم کو
 منہ ہی گیا۔

"آپ برا مان گئے۔ خیر آپ کم از کم ان صاحب کو تو یہاں
 سے جانے دیں، پھر ہم آپ کو بتائیں گے۔"

"اچھی بات ہے۔" انھوں نے کندھے اچکا دیے۔

اور پھر دروازے کی گھنٹی بجی،

"لیجیے۔ پولیس آگئی۔ خیال رہے۔ وہ سادہ لباس میں ہوں

میں۔ دو نہایت خاموشی سے اس شخص کو لے جائیں گے۔
 آپ ان سے کوئی بات نہ کیجیے گا۔"

"اچھا، نہیں کروں گا۔" ڈومر کا دم آج چھٹی پر ہے۔
 زبیر اور اس کی بہنیں بھی سیر کے چلے گئے ہوئے ہیں۔ مجھے ہی
 دروازے پر جانا پڑے گا۔"

"نہیں، آپ تکلیف نہ کریں۔ میرے دوست اس شخص
 کو ان کے حوالے کر آئیں گے۔ خان صاحب آپ اسے لے
 جائیں۔ پستول ہاتھ میں رکھیں۔"

"بہت بہتر۔ تم فکر نہ کرو۔ خان رحمان نے بدلی ہوئی
 آواز میں کہا۔

اور پھر وہ اسے لے کر باہر نکل گئے۔ اچانک انھوں
 نے خان رحمان کی پیچ منی۔

گائیات

تو بیرونی دروازے کی طرف دھڑ دھڑ سے - تو پر
 ان کے قدم رک گئے، انہیں چرت سے پہچانی گئی =
 غلاب دروازے پر پہنچ کر دھڑ دھڑ سے ان کے
 سے کون چڑھا سے - دھڑ دھڑ کا شور مچا کر
 پنا بھی تھا۔

گلاب! یہ کیا ہوا - وہی کا مطلب ہے - پلٹ کر
 ہاتھ کے سامنے آئے تھے - اور غلاب صاحب نے فریاد
 کیا کہ کیا ہے؟

غلاب نے فریاد کیا کہ کدو کی ٹہنی اور چٹائی
 ہے، انہیں پہچان کر کدو اپنے گھر اور کدو کی
 ان کے نام پر کدو نام کے ہیں -

یہ سب کیا ہے، غلاب - انہیں آپ کی کدو کی
 کہتے ہیں، انہیں کدو کے نام سے کدو کی کدو

دیکھو انہیں

انہیں کدو کے نام سے کدو کی کدو کی

انہیں کدو کے نام سے کدو کی کدو کی
 انہیں کدو کے نام سے کدو کی کدو کی
 انہیں کدو کے نام سے کدو کی کدو کی

انہیں کدو کے نام سے کدو کی کدو کی
 انہیں کدو کے نام سے کدو کی کدو کی
 انہیں کدو کے نام سے کدو کی کدو کی

انہیں کدو کے نام سے کدو کی کدو کی

انہیں کدو کے نام سے کدو کی کدو کی
 انہیں کدو کے نام سے کدو کی کدو کی
 انہیں کدو کے نام سے کدو کی کدو کی

انہیں کدو کے نام سے کدو کی کدو کی
 انہیں کدو کے نام سے کدو کی کدو کی
 انہیں کدو کے نام سے کدو کی کدو کی

انہیں کدو کے نام سے کدو کی کدو کی
 انہیں کدو کے نام سے کدو کی کدو کی
 انہیں کدو کے نام سے کدو کی کدو کی

انہیں کدو کے نام سے کدو کی کدو کی

"آپ صرف آئی جی صاحب سے دوا دیں۔" انھوں نے
 بتایا۔ شاید انھیں ان کی بات پر اعتبار نہیں آیا تھا۔
 "اچھی بیچھی۔ یہ کرا کر انھوں نے آئی جی صاحب کو فون
 کیا۔ اور کوڑو ورڈ میں انھیں بتایا کہ وہ انیکسٹر جوشیہ ہیں اور
 اس وقت بدلی ہوئی آواز میں بات کرنے پر مجبور ہیں۔
 اور یہ کہ وہ ان کی ضمانت تیمور عالم کو دے دیں۔
 "اچھا ٹھیک ہے۔" ریسور انھیں دے دو۔
 انھوں نے ریسور تیمور عالم کی طرف بڑھا دیا۔ ایک تیز
 نظر ان پر ڈالتے ہوئے انھوں نے ریسور لے لیا اور
 دوسری طرف کی بات سننے لگے، پھر ریسور رکھ کر بولے:
 "ٹھیک ہے۔ اب برا اطمینان ہو گیا ہے۔ آپ کیا کرنا
 چاہتے ہیں۔"

"سب سے پہلے نکات کی تلاش۔"

"نکات تلاش کرنے میں انھیں دو گھنٹے لگ گئے۔ فرزانہ ان
 سے آگے نکل گئے۔ اس نے تین جگہ سے تین آلات برآمد
 کیے۔ ان کو دیکھ کر تیمور عالم حیران رہ گئے۔ اور جب
 انھوں نے انھیں بتایا کہ یہ کیا ہیں اور کیا کام ہے ان کا
 تو وہ اور بھی حیران ہوئے۔"

"اب آپ تھے۔" صرف یہاں رفت کو بھاگا۔

"بات چیت سننے کے لیے نکات بھی نصب کر دیے گئے تھے۔
 "لیکن میں اب تک نہیں سمجھا کہ یہ سب چکر کیا ہے۔
 "میں تو ہم معلوم کرنے کے چکر میں ہیں جناب تعلق
 نے فوراً کہا۔"

"آپ کے ان صاحب ڈارے کا بات کرنے کا انداز کچھ
 مایا پیچھا سا ہے۔ تیمور عالم نے انھیں کے عالم میں کہا۔
 "اچھا۔ کمال ہے۔" انیکسٹر جوشیہ فوراً بولے۔

"آپ لوگ یہاں کس لیے آئے ہیں؟ تیمور عالم نے کہا۔
 "آپ کو جائدو کے جیل سے محفوظ رکھنے کے لیے۔" محمود
 نے فوراً کہا۔

"کیا وہ مجھے کسی جیل میں چانس لینا چاہتا ہے۔
 اس بات کا بھی امکان ہے، لیکن ہو سکتا۔ معاملہ اس
 سے کہیں بڑا ہو۔ آپ کے پاس یہاں سرکاری کالنگز
 موجود ہیں نا؟"

"ہاں بالکل ہیں۔"

"کیا خبر۔" وہ ان پر ہاتھ صاف کرنے کے چکر میں ہو۔
 "ارے نہیں۔ کیا بات کرتے ہیں۔ وہ تو تمام وقت
 ہماری آنکھوں کے سامنے رہا ہے۔
 "لیکن اندر آپ کی بیٹی نے کسی شیطان کو دیکھا تھا۔"

میں مطلب؟

”وہ شیطان نہیں۔ شیطان شکل والا ایک آدمی تھا۔
اس جادوگر کا ساتھی۔ آپ سب کو باہر جادوگر اپنے
کے فیصلے انتہائی مصروف رکھے ہوئے تھا اور اندر
ساتھی اپنا کام کر رہا تھا۔ اس نے تجویز کے سامنے
اور تجویز میکر وغیرہ ہر چیز کا جائزہ لیا۔ ان چیزوں
نشانات بنائے۔ اتفاق سے آپ کی بیٹی نے اسے دیکھ
وہ اس سے ڈر گئیں۔ اور ادھر اس نے موقع پا کر
ہونے کی کوشش کی۔ بیٹی کی چیخ سن کر آپ اس کے
پہنچے تو وہ بے ہوش لی۔ ہوش میں آنے پر اس نے
اتنا بتایا کہ اس نے کسی شیطان کو دیکھا تھا چونکہ وہ
آرٹسٹ ہے۔ اس کے ذہن میں شیطان کی ایک تمام
بنی ہوئی تھی۔ لہذا اسے جب بالکل ویسی صورت
آئی تو اس نے فوراً کہہ دیا کہ اس نے شیطان کو دیکھ
محمود کہتا چلا گیا۔

”آپ کا مطلب ہے۔ وہ جادوگر یہاں کوئی
کوئی واردات ضرور کرے گا۔ واردات کیا ہو گی،
کے بارے میں ابھی صحیح اندازہ لگانا ممکن نہیں۔
”ہاں! یہی بات ہے۔ فاروق نے فوراً کہا۔

”تو پھر۔ آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟

”سب سے پہلے ان کاغذات کو محفوظ جگہ پر پہنچا دینا
چاہتے ہیں۔“

”تب پھر میں ان کاغذات کو اپنے ٹکے کے چیت
کے حوالے کرنا پسند کروں گا۔ تاکہ نہ وہ بے باقی اور
ذبحے بانسری۔“

”بانسری تو پھر بھی بجے گی جناب! آپکے رشید مکرانے۔
وہ کیسے؟

”اس طرح کہ وہ لوگ کاغذات وہاں سے اڑا لیں گے۔
اس طرح انھیں کیا فرق پڑ جائے گا۔“

”تو پھر آخر آپ کیا کرنا چاہتے ہیں؟

”آپ وہ کاغذات میرے حوالے کر دیں۔“

”ہر گز نہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ میں آپ لوگوں
کو جانتا تک نہیں۔“

”کیا آئی جی صاحب آپ کا اطمینان نہیں کرا چکے؟

”ہاں! کرا چکے ہیں، لیکن کاغذات کی حد تک نہیں۔“

”تو پھر اب کاغذات کی حد تک بھی اطمینان کر لیں۔“

انھوں نے مسکرا کر کہا اور ایک بار پھر آئی جی صاحب کو فون
کیا۔ انھیں کوڈ میں بات بتائی۔ اور پھر ریسیور یہود عالم

کو مے قبا

"یہی ان کی طرف سے پوری دے داری بننا ہمیں دیکھو
صاحب۔ بلکہ اگر ہی آپ سے یہ کہوں کہ وہ کا فائدہ
صداقت کے خیال سے ہے دے دیں تو ہرگز نہ مانگیں گے
لیکن انہیں آپ نے بھٹکے دے سکتے ہیں؟
"تب میں کچھ نہیں دیکھتا۔" تبور عالم بولے۔

"آپ کیا کچھ گئے؟"

"یہ کہ۔ یہ دراصل انپکٹر جنرل ہیں۔"

"پہلے نہیں۔ شاید یہی بات ہو گی۔ آپ ان کی ہر
بات مانتے پہلے جانیں۔ اس جال سے نکلنے کی ہنس بھی
ایک صورت ہے؟"

"بہت بہتر۔ وہ بولے۔

"دیکھو دیکھو انہیں دیکھو؟"

"تجربہ عالم نے دیکھو ان کی طرف بڑھا دیا۔ دوسری
طرف سے آئی ہی صاحب بولے۔

"یہ تم لوگوں کی حقیقت تو اب جان ہی چکے ہیں، لہذا
اب کوئی اعتراض نہیں کریں گے، لیکن جوتہ۔ کیا اس واقعہ
سے کام کر کے تم میرے بیٹے کے لیے کچھ کر سکتے ہو؟
"سر اس میں تو کوئی شک نہیں کہ اظہار کرنے والوں

"یہ تعلق چاروگر سے ہے۔ اور چاروگر کو یہاں ضرور آتا ہے۔
لہذا اس سے بہتر طریقہ اور کوئی نہیں کہ ہم یہیں اس کے
استقبال کی تیاری کریں؟
"ہوں۔ بات ٹھیک ہے۔ اچھا نہیں۔ اللہ مالک ہے؟
انہوں نے سیدہ آہ بھری۔

"آپ فکر نہ کریں۔ شہر میں بھی تلاش کا کام بہت

تیزی سے جاری ہے۔ اور میرے خاص آدمی اس کام میں
سر دھڑ کی بازی لگانے ہو گئے ہیں۔ جہازوں کو بھی اٹھانے
تھا کہ ان کے لطافت کیا کیا اقدامات کیے جائیں گے۔
لہذا انہوں نے بھی پوری تیاری کر رکھی تھی۔ اس تیاری
کی وجہ سے ہی وہ عران کو کسی ایسی جگہ پہنچانے میں کامیاب
ہو گئے جس کا ہم ابھی تک سراغ نہیں لگا سکے، لیکن
آپ فکر نہ کریں۔ سراغ ملے گا۔ ان شاء اللہ۔
"اچھا۔ ٹھیک ہے؟"

"دیکھو دیکھ کر وہ ان کی طرف مڑے؛

اب آپ کا فائدہ میرے حوالے کر دیں۔ میں وقت
سے پہلے کا فائدہ کو محض نہ کریں جگہ پہنچا دینا چاہتا ہوں؟
"اب میں کچھ نہیں کہوں گا؟ وہ بولے اور انہیں ساتھ
لے کر اندر واپس کر کے میں آئے۔ ان کے ساتھ ہی پہلے

کہ کہلا اور کئی خائیں ان کے حوالے کر دیں۔
 "ہم انہیں رکھ کر آتے ہیں۔ آپ یہیں رہیں گے۔
 بادلوں کی طرف سے کوئی فون بھی تو آ سکتا ہے؟
 "جی ہاں۔ اچھا۔"

اور وہ اپنے ایک خلیہ ٹھکانے پر پہنچے۔ کائنات
 کو وہاں محفوظ کیا اور واپس آ گئے۔ جیسی وہ اندر داخل
 ہوئے، فون کی گھنٹی بجی۔ تیمور عالم نے ریسپونڈ ایسا کیا
 اور بولے:

"کون صاحب؟"

"میریانی فوٹو گریڈر انجینئر جمشید کو دے دیں۔ دوسری
 طرف سے کہا گیا۔"

"انجینئر جمشید۔ یہاں کہاں؟ ان کے خدے سے نکلا۔ کہ
 سب بھی ہجوم کر ان کی طرف دیکھنے لگے۔"

"ہم جانتے ہیں۔ وہ سب ایک آپ میں آپ کے ہاں
 موجود ہیں اور آپ سے کائنات نے کہ ایک جگہ رکھ کر
 ابھی ابھی آئے ہیں۔ کہ جگہ اب ہمارے قبضے میں ہے۔
 لہذا آپ ریسپونڈ انجینئر جمشید کو دے دیں۔"

تیمور عالم کا ہاتھ کانپ گیا۔ اس نے ریسپونڈ فوٹو ان
 کی طرف ایسا دیا۔ انجینئر جمشید اس وقت تک مہلت کی

زواہت کو محسوس کر چکے تھے۔ لہذا ریسپونڈ ایسا کر بولے:

"انجینئر جمشید اس بات کو دہرائیں۔"

"آخر ہم نے تمہیں بھی جال میں پھنسا ہی لیا۔"

"وہ کیسے؟ انہوں نے چکر لگوانا شروع کیا۔"

"یہ بات ہمیں شروع سے معلوم تھی کہ تم ایک آپ

میں تیمور عالم کے گھر ضرور جاؤ گے اور جادوگر کا وہاں سنا

کر رہے۔ لیکن ایک بے وقوفی کی امید چرکڑا رہی تھی۔"

"اور وہ کیا؟ انہوں نے پوچھا۔"

"دینی یہاں سے تمہاری موجودگی میں غائب ہوا۔ اس کے

بادلوں تم کائنات یہاں سے نکال کر اس نظام تک لے گئے۔"

"تو پھر اس سے کیا ہوتا ہے۔" "یہاں سے کس طرف ہاں

نکلتا تھا کہ دینی کو میری حیثیت کا علم ہے۔" "تو اب

تمہارے فون سے معلوم ہوا۔"

"اچھا۔ ہمیں اس سے کیا۔" "ہم تو اس وقت نہیں لگائے

صورت مل بتانا چاہتے ہیں۔"

"چلو بتا دو۔"

"ہم؟ کائنات یہاں سے حاصل کر رہے ہیں، کیونکہ

ہم۔ شہر سے باہر ہے۔ تنہا ہی لگ رہے۔ آسمانی سے اب

کام کر سکیں گے۔ ہمیں روک رکھے ہو تو آ کر روک لو۔"

”ہیں۔ یا کچھ اور۔“ انپکٹر جمشید بولے۔

”ہیں۔“ یہ کڑکڑ دوسری طرف سے دیکھ کر دیا گیا
فون پر ہونے والی یہ گفتگو سب نے سنی تھی، کیونکہ
سیٹ کی آواز بلندے کمرے میں سنی جا سکتی تھی اور جب ہر
صوف ایک آدمی بھی سُن سکتا تھا۔

”اب کیا خیال ہے دوستو؟“ انپکٹر جمشید مسکرائے۔

”تت۔ تو کیا۔“ کاغذات گئے؟

”کاغذات آپ میرے حوالے کر چکے۔ اب آپ کو ان
بارے میں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں۔“ انپکٹر جمشید بولے۔
”لیکن جواب تو مجھ سے ہی طلب کیا جائے گا۔“ ان
نے پریشان ہو کر کہا۔

”میں کہتا ہوں۔ نہیں کیا جائے گا۔ ہم آپ کے چیف
کو بتا دیں گے کہ کاغذات ہم نے یہاں سے وصول کیے
تھے۔“ انپکٹر جمشید بولے۔

”مجھ سے غلطی ہو چکی ہے۔ مجھے چاہیے تھا۔“ کاغذات
آپ کے حوالے کرنے سے پہلے اپنے چیف صاحب سے
اجازت لے لیتا۔ وہ بولے۔

”میں نے کہا نا۔ چیف صاحب آپ کو ایک لفظ بھی
نہیں کہہ سکیں گے۔“

”خیر۔ اچھا۔“ انہوں نے کہا۔

”آؤ بیٹے۔ ذرا اب ہم پھر وہاں جاتیں گے۔ دیکھیں تو
ہی۔ اس بار کے مجرم آخر ہم سے کیا چاہتے ہیں۔“

”وہ اُلٹے کھڑے ہوتے۔“ تیمور عالم اب تک ٹھکر مند تھے،
لیکن اس سے زیادہ دلہا سا وہ انہیں اور کیا دیتے۔ اب ان
کی گاڑی تیز رفتاری سے اس عمارت کی طرف دوں دوں ہو گئی۔
”ان لوگوں نے ہمارے استقبال کی پوری تیاری کر رکھی
ہو گی آبا جان۔“

”ہاں جی۔ یہ تو ہے۔“

”جب کہ ہم تیاری کے بغیر جا رہے ہیں۔“

”تیار یوں میں اور وقت لگ جائے گا۔“ انپکٹر جمشید مسکرائے۔

”کاغذات میرے ہاتھ سے نکلے جا رہے ہیں۔ اور آپ
مسکرا رہے ہیں۔“

”تو اور کیا کر دوں۔“ رونے سے کاغذات مل جائیں گے۔

”اور آئی جی صاحب کے بیٹے جی ہمیں نہیں مل سکے۔“

”ہمارا اس وقت کا جانا اسی کے لیے ہے۔“ کاغذات کے

لے نہیں۔“ انپکٹر جمشید نے کہا۔

”کیا مطلب جمشید۔ یہ کیا بات ہوئی؟“ پروفسر داؤد نے

میراں ہو کر پوچھا۔

مطلب یہ کہ کافذات سے تو اس وقت مجرم ٹھیکہ نہیں
ہو گئے۔ یہیں تو اب شران کے بے کوشی کوئی ہے۔
اس کا مطلب ہے۔ کافذات گئے۔

کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ ویسے ایک بات ثابت ہے۔
یہ ہذا اعلیٰ سے پیدل نہیں ہے۔ یہ کام سے پہلے اس کے
بے ہادی منہ پر بندی کرتا ہے۔ اب دیکھ لو۔ اسے معلوم تو
کہ ہم ایک آپ میں تہور عالم کے ان باتیں گئے۔ گویا اس نے
ہماری عادات، اطوار اور تعلیق کے انداز کا خوب مطالعہ کیا ہے
اور پہلے سے اندازے قائم کر لیے ہیں کہ ہم کیا کچھ کریں گے۔
ایسے مجرم سے بھلا آسان کام نہیں ہوتا۔
بچے تو وہ کہ کافذات کا خیال آتا ہے۔

”اگر کو یاد کرو۔ اگر پڑھیں تو وہ لوگ کافذات بھی
مامل نہیں کر سکیں گے۔“

”یا اللہ۔ دشمن کافذات حاصل نہ کر سکیں اور عمران کو بھی
ہم حمایت کر لیں۔ محمود نے دیکھا مائی۔
آئیں ان کے مزے ایک ساتھ نکال۔“

اور پھر وہ اسی عمارت کے نزدیک پہنچ گئے۔ انپکڑ
جھینڈنے عمارت سے کچھ فاصلے پر دیکھتے اور احتیاطی تدابیر
افتاد کرنے کی بھی ضرورت نہیں سمجھی۔ سید سے عمارت

کے دروازے پر جا کر ٹرکے۔

”بہت خوب! تو تم لوگ آگئے۔ ایک کافذات گئی۔“

”موتے کیا ذکر کرتے۔ قاروق نے منہ بنایا۔“

”یہ تجوری ہم سے نہیں کھل رہی۔ اس لیے کہیں یہاں
ٹپا گیا ہے۔ اندر سے کس نے کھا۔“

”گویا آپ ابھی تک کافذات حاصل نہیں کر سکے۔ انپکڑ
جھینڈنے کھا۔“

”نہیں۔ لیکن عمارت یہودی طرح ہمارے قبضے میں ہے
اور تم لوگ بھی۔ بلکہ یہ پورا علاقہ اس وقت ہمارے قبضے میں
ہے۔ فوج کو بلا لیں گے۔ تب بھی یہ ہمارے قبضے میں
رہے گا۔“

”اسی لیے تو میں کسی کو بھی ساتھ نہیں لایا۔ کوئی انتظام کر کے
میں چلا۔“

”کیا مطلب۔ بھلا کس لیے؟“

”یہ عمارت بہت سوچ سمجھ کر یہاں بنوائی ہے۔ میں نے۔
اس کے قبضے میں یہ عمارت ہو۔ وہ بے شمار دشمنوں کو شکست
دے سکتا ہے۔ اور خود محفوظ رہے گا۔ ان حالات میں اپنے
مخالف میں فوج اور ہلاکت کو اگر کیا کرتا۔ انھوں نے منہ بنایا۔“

”لیکن اگر طرح۔ یہ عمارت۔ یہ عمارت۔ یہ عمارت۔“

اس کی بہت تحفظ ہے۔ ہم سے یہ نہیں کھل سکی۔ اگلا
آکر اس کو کھول دو۔

”اور اگر میں نہ کھولوں۔“

”تو پھر عداوت میں حمران بھی موجود ہے۔“

”اور وہ صدمہ سے رہ گئے۔“

”کیوں۔“

”یوں ہو گئی، لیکن ہم نے اسے ڈھونڈ لیا ہے۔“

”کس کو؟ اس نے حمران ہو کر پوچھا۔“

”سٹی کو۔ اور کس کو؟“

”چپ رہو، ورنہ سب سے پہلے ہم تمہارا کام تمام کر
گئے۔ اور سے قرا کر کہا گیا۔“

”باب دے۔“ مجھ سے تو یہ کچھ زیادہ ہی ناراض ہو
ہوتے ہیں۔“

”اں تو انیکٹر حیدر۔ اب فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے
دیکھاؤں یا حمران۔ اس میں ایک بات اور قابلِ غور ہے۔“
”اور وہ کیا مسئلہ بولتا؟“

”تو تم نے جان لیا۔ کہ میں خود عداوت میں موجود ہوں۔“
”اں اس قسم کی گفتگو سٹر بولتا ہی کر سکتے ہیں انھوں نے۔“
”ظہر ہے میں کیا۔“

”ہم آپ کو دن صبح دیتے ہیں۔ صحبت لیں۔ حقہ کر لیں۔
یا تو آپ کا عدالت، عدالت کے حوالے کر دیں اور حمران کو ہم سے
لے لیں۔ یا پھر حمران کی زندگی ختم۔“
”نہیں۔“

”پہلے حمران کی آواز سنائی جائے۔“ انیکٹر
جسید نے کہا۔

”کیوں نہیں۔“

”لو سنو۔“

”اور پھر حمران کی آواز سنائی دی۔“
”انکل جی۔“ یہ میں ہوں حمران۔ اں لوگوں نے مجھے
بہت اچھی طرح دیکھا ہوا ہے، لیکن جان سے مار دینے میں
لگ جات ہیں۔“

”میں سمجھتا ہوں میرے بچے۔“ دلا ٹھہرو۔ وقت کم ہے
اور ہمیں ایک اہم فیصلہ کرنا ہے۔“

”انھوں نے فوراً دائر لیس پر آئی جی صاحب سے رابطہ قائم
کیا اور ساری صورتِ حال بتا کر بولے۔“

”اب فرمائیے۔ میں کیا کروں؟“
”عدالت اں کے حوالے ہو کر دیکھنا حیدر۔ یہ میرا حکم ہے۔“

”آپ جانتے ہیں۔ کیا کر رہے ہیں؟“
”اں! جانتا ہوں۔ یہی نا۔ کہ وہ میرے بیٹے کو مار دیں گے۔“

”جی اں بالکل۔“ وہ اس پر ہنسنے لگے۔

تم انہیں ایسا کر لیتے دو۔ فورس لگوا دو۔
 وہ بھی نہ جانے پائیں۔

تم میں کا فذات ان کے حوالے کیوں اڑ کر دوں؟
 ہرگز نہیں۔ یہ کام نہیں ہو گا جیشید۔ وہ پلٹے
 سلسلہ کاٹ دیا۔

ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ وہ عجیب صورت
 سے دو چارتے۔

یہ لو قائل

آخر الیکٹر جیشید نے ان سے کہا،

”سنو دوستو! یہ ٹھیک ہے کہ تم ان لوگوں کے قبضے

میں ہے۔ اور کا فذات اب تک میرے قبضے میں ہے۔ تم

کا فذات حاصل کرنے کے پھر میں ہو اور ہم چاہتے ہیں۔

تم لوگوں کو کا فذات کی بنوائے لگے۔ میں نے فورس

لگوا لی ہے۔ چند منٹ کے اندر اندر یہاں بے تحاشہ

فورس موجود ہوگی۔ اس عمارت میں ٹھونڈا رہنے کے کچھ

طریقے ہیں، فرار ہونے کے بھی کچھ راستے ہیں، لیکن نہ تو

تم ان طریقوں سے واقف ہو اور نہ ان راستوں سے۔

عمارت میں نے بنوائی تھی۔ لہذا اس سے میں ہی زیادہ واقف

ہو سکتا ہوں۔ آئی جی صاحب نے اپنا فیصلہ سنا دیا ہے۔

یہ کہ تم ان کے بیٹے کو مار دے ہو تو مار دو، لیکن کا فذات

تھاوے حوالے نہیں کے جائیں گے۔ جانتے ہو۔ اس کا

کیا مطلب ہے۔ تم عمران کو ہلاک کر دو گے، لیکن خرم
بیچ کر میں جا سکو گے۔ اب فیصلہ کرنا تمہارا کام ہے۔
کر کر انٹیکٹر، جیٹ خاموش ہو گئے۔

”ہم بھی فیصلہ کر چکے ہیں۔ ہم بچتے ہیں یا نہیں۔
یہ بعد کی بات ہے، عمران کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔
مگر آواز میں کہا گیا۔

”ابھی بات ہے۔ میں کاغذات تم لوگوں کے حوالے
کرنے کے لیے تیار ہوں، لیکن اس کے لیے مجھے اندر تو آنا
ہو گا۔ انہوں نے کچھ سوچ کر کہا۔

”یہ۔ یہ آپ نے کیا کر دیا ایتا جان۔“

”بھئی اور ہم کیا کر سکتے ہیں۔ وہ بولے۔

”ٹھیک ہے۔ آپ اندر آ سکتے ہیں۔ لیکن اکیلے۔“

”ٹھیک ہے۔ میں اکیلا آ رہا ہوں۔ خیال رہے۔
پہلے تم عمران کو باہر بھیج دو گے۔ اس کے بعد میں کاغذات تم
لوگوں کے حوالے کر دوں گا۔“

”کیا مطلب؟ اندر سے چونک کر کہا گیا۔

”مطلب یہ کہ فائل میں بعد میں تم لوگوں کے حوالے
کر دوں گا۔“

”نہیں۔ یہ سودا منظور نہیں۔ ہم آپ سے واقف

ہیں۔ عمران کو باہر بھیج کر تم صاف کر دو گے۔ باقی نہیں
بچنے کاغذات۔ جو کرنا ہے، کر لو۔ آپ تو اس وقت چھنے
ہو گے ہی عمران کی وجہ سے ہیں۔“
”ہوں! تو پھر۔ میں ایک اور تجویز پیش کرتا ہوں۔“
”اور وہ کیا؟“

”میں سیف میں سے کاغذات نکال کر فائل اس وقت
تک اپنے ہاتھوں میں رکھوں گا، جب تک کہ تم لوگ عمران
کو عمارت سے باہر نہیں نکال دو گے۔“

”چلیے ٹھیک ہے۔ یہ بات منظور ہے۔ اندر سے کہا گیا۔

”ابھی بات ہے۔ میں آ رہا ہوں۔“

”ایسا جان! آپ نے ایک بہت اچھا فیصلہ کیا ہے، لیکن

اس میں یہ خطرہ موجود ہے کہ کاغذات ان کے ہاتھ نہ لگ
جائیں۔ فرمائے بے چین ہو کر کہا۔

”تم باہر رہ کر میرے لیے اور عمران کے لیے دعا کرو گے

اور فوٹس آ جاتے تو عمارت سے نکلنے والے تمام خفیہ راستوں

پر اور اس عمارت کے ارد گرد انہیں متروک کر دو گے۔ انہوں

نے حکم دیا۔

”یہ کام تو خیر ہم کریں گے۔“

”دوسری بات یہ کہ اگر میں باہر آؤں تو بیچ کر ان

میں سے بھی کوئی نہ جانتے۔

ایسا ہی ہو گا اباً جان نکمہ نے ٹیکس لہجے میں کہا۔

کیا سوچنے لگے آپ۔ ڈر تو نہیں لگ رہا؟

نہیں۔ میں آ رہا ہوں۔ وہ بولے اور انھیں اللہ حافظ کہہ کر آگے بڑھے۔

اللہ حافظ! ان سب نے کہا۔

بندہ میکنڈ میں وہ عمارت کے دروازے پر پہنچ گئے۔ دروازہ کھلا اور انھیں اندر کھینچ دیا گیا۔ جلد ہی ان کے پاروں طرف ناقص اٹھی نظر آئیں:

یہ کیا بھی؟

پچھلے آپ کی تلاشی لی جاسے گی۔ آپ کے پاس کوئی ہتھیار نہیں رہنے دیا جائے گا۔

عقل مند۔ میں ہتھیار لے کر نہیں آیا۔ وہ مسکرائے۔

ہم اپنا اطمینان تو کریں گے جناب:

ضرور کردہ انھوں نے منہ بنایا۔

جب وہ اطمینان کر چکے تو انھیں اندر لے جایا گیا۔ صحن میں عمران بندھا پڑا تھا:

اب آپ سیٹ میں سے کاغذات نکال لیں۔ ہم عمران کی دیباں کاٹ دیتے ہیں۔

اچھی بات ہے: یہ کہ کردہ عمران سے بولے:

اسی لوگوں نے کوئی زیادتی تو نہیں کی؟

نہیں بالکل۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔ آپ نے اپنی جان

کو خطرے میں ڈال کر میری جان بچائی ہے:

کوئی بات نہیں بھی:

انھوں نے مسکرا کر کہا اور سیٹ والے کمرے میں چلے گئے:

قریباً دس سلس آدمی ان کے ساتھ ساتھ آئے۔ آخر انھوں نے

نہر ملا کر سیٹ کو کھولا اور اس میں سے ایک موٹی خاک نکل

لی۔ پھر وہ سیٹ کو سینے سے لگائے صحن کی طرف آئے:

اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ یہ وہی خاک ہے:

اس سیٹ میں اس کے علاوہ کوئی اور خاک اس وقت ہے

ہی نہیں۔ آپ کو سیٹ کھول کر چیک کر سکتا ہوں:

بالکل۔ آپ کو ایسا کرنا ہو گا:

آئیے: انھوں نے منہ بنایا۔

وہ انھیں ساتھ لے کر صحن بخودی کی طرف آئے۔ اس کو

کھولا اور اندر کے تمام خفیہ خانے کھول دیئے:

یہی ہے۔ اچھی طرح چیک کر لیں:

ہو سکتا ہے۔ اس میں کوئی اور بھی غلطی ہو:

اور میرا دعویٰ ہے کہ کوئی اور غلطی نہیں ہے۔ آپ ثابت

کر دیں۔ تجوی کے کسی ماہر کو بلوائیں؟

خیر۔ ہم اتنا لمبا انتظار نہیں کر سکتے۔ آپ کی ہلے
پر ہی یقین کرنا ہو گا۔

تو پھر اب عمران صاحب کو جانے دیں؟

تم بات کیے ہو جی۔ حکومت میں موجود بھروسوں کے انہماج
نے کہا۔

انگل اے کیسی صورت حال ہے۔ میرا جانے کو ہانک
جی نہیں جا رہا۔

ہائیں جی۔ وقت ضائع کریں۔

عمران نے ان پر ایک نظر ڈالی۔ اس کی آنکھوں میں
آنسو اٹھ آئے، پھر وہ ایک جھٹکے سے مڑا اور باہر کی طرف
چل گیا۔

اب انکسٹر چیئرمین۔ آپ کیا کہتے ہیں؟

ابھی میں کچھ نہیں کر سکتا۔ پہلے میں عمران کی اپنے
لوگوں میں پہنچنے کی خبر سن لوں؟
ضرور کیوں نہیں؟

ایک منٹ بعد کو آواز گونجی

سر اسٹر عمران یہاں پہنچ گئے ہیں۔

انہیں اسی وقت ایک بند گاڑی میں عمر کی طرف روانہ

کر دو۔ انہوں نے کہا۔

او کے سر۔ اس حالت کو فوری طور پر
میں نے مکی ہے۔

ہوں۔ ٹھیک ہے۔ میرے ساتھ چاہے کچھ بھی ہے،

تم میری ہدایات کے مطابق عمل کرو گے۔

انگل خان رحمان بھی آگئے ہیں۔

فوری کی گمان خان رحمان کے ہاتھ میں دے دی جاتے،

رو فیصلہ داد کو بھی شہر جیج دیا جائے۔ عمران کے ساتھ

یہ سچ دیں۔

ہرگز نہیں جیتے۔ میں نہیں ہاؤں صاف وہ چلائے۔

لک اور قوم کو آپ کی بہت ضرورت ہے۔

میرا خیال ہے۔ انجنادات کی حد تک میں اپنا کام

کلی کر چکا ہوں۔

اس کے باوجود۔ آپ چلے جائیں۔ میری درخواست

ہے آپ سے۔

درخواست منظور۔ وہ بولے۔

اچھا اکرام۔ تم عمران کو تو بھیج دو۔

اسی وقت ایک گاڑی عمران کو لے کر روانہ ہو گئی۔

اب کیا پروگرام ہے؟ انہماج نے کہا۔

ابھی ٹولن زیادہ دور نہیں گیا!

"گیا آپ چاہتے ہیں۔ وہ پہلے گھر پہنچے۔ پھر خال گھر
ہمارے حوالے کریں گے۔"

"نہیں۔ میں چاہتا ہوں۔ وہ کم از کم شہری حدود میں
داخل ہو جائے۔"

"لیکن بھلا اب ہم اس کے خلاف کوئی کارروائی کیوں
کرنے لگے۔ خال تو اب آپ کے ماتحت میں ہے۔"
"ہاں! میں جانتا ہوں۔ اس کے باوجود آپ کو کچھ انداز
کرنا ہو گا۔"

کچھ دیر بعد انھوں نے بلند آواز میں پوچھا:

"ہاں بھئی۔ عرفان کی کیا رپورٹ ہے؟"

"شہری حدود میں داخل ہو چکے ہیں۔"

"بہت خوب۔ دوستو۔ اب میری اور تمہاری باتیں ہو
جائیں! انیکٹر جمید نے خوش گوار انداز میں کہا۔
"ہاں ضرور۔"

"اس عمارت میں تم کُل کتنے ہو گے؟"

"پچاس آدمی تو ہیں ہی۔"

"بہت خوب۔ یہ خال؟"

انھوں نے ایسے کر خال ان کے سامنے گرا دی اور بولے:

"یہ اب میں اپنے ساتھیوں میں جا سکتا ہوں؟"

"نہیں۔ پہلے ہم خال کو چیک کر لیا گئے۔"

"بڑی خوشی سے چیک کریں۔ وہ مکرانے۔"

انچارج نے خال کا کھالی۔ اس کو کھولا اور پھر بڑی

طرح اچھلا:

"یہ۔۔۔ یہ کیا ت۔"

"یہی ہوا اسلئے کئی آوازیں ابھریں۔"

"یہ۔۔۔ یہ تو بالکل سادہ خال ہے۔ میرا مطلب ہے۔"

اس خال میں کورسے کاغذات کے سوا کچھ نہیں ہے۔"

"کیا! اس کے سب ساتھی چلا آئے۔"

"ہاں! میں غلط نہیں کر رہا۔"

"یہ۔۔۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ہم نے انیکٹر جمید کی ایک

ایک حرکت پر نظر رکھی تھی۔ اور اس کے منصوبے کے

میں مطابق ہر بات پر عمل کیا ہے۔ پھر یہ کیسے ہو سکتا

ہے کہ۔۔۔"

"کچھ میں وضاحت کروں۔ کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ انیکٹر

جمید مکرانے۔"

"پہلے آپ وضاحت کر دیں۔"

"تیور عالم کے ہاں جب جادوگر نے اپنے کلمات دکھائے

تو۔۔۔"

اور اندر شیطانی چہرہ ان کی بیٹی کو نظر آیا تو میں سمجھ گیا کہ کوئی چکر پٹایا جانے والا ہے۔ میں نے اس وقت غور کرنا شروع کر دیا تھا۔ اور آخر میں اس پتہ سے منظر کو سمجھ گیا:

”پورا منصوبہ سمجھ گئے۔ آخر کیسے؟“

”میں سمجھ گیا کہ سارا ڈراما تیمور عالم کے گھر میں موجود سرکاری کاغذات کو پھانسنے کے سلسلے میں کیلا جا رہا ہے، لہذا میں نے اسی وقت سے ان کی حفاظت کی تیاری شروع کر دی۔ میں نے ہر لحاظ سے غور کیا کہ دشمن کا منصوبہ کیا ہو سکتا ہے اور جواب میں ہمیں کیا کرنا ہو گا۔ میں نے ساری تیاریاں تو مکمل کر لی۔ ایک یہ بات میرے وہم و گمان میں نہیں تھی کہ آئی جی صاحب کے بیٹے کو اغوا کرنے کا منصوبہ بھی بنایا جا چکا ہے۔ یہ وار ضرور بہت کمزور تھا اور توڑ دینے کے لیے میں پریشان ہو گیا تھا، لیکن ایک ایذا ناک چہرہ تھا۔ وہ یہاں تک کہ کر رہ گئے۔“

”اور وہ کیا؟“

”یہ کہ۔۔۔ کاغذات کم از کم تم لوگوں کے ہاتھ نہیں گئے۔“

”لیکن آپ تیمور عالم کی کوٹھی سے کاغذات۔۔۔“

وقت تک آتے ہیں۔ ہمارے آلات نے ہمیں یہ بتایا ہے۔“

”ان اے ٹیکہ ہے۔۔۔ دراصل میں فرضی کام ایک ہی نہیں کرتا۔ ہر کام پوری منصوبہ بندی سے کرتا ہوں۔ میں اپنے گھر سے جب روانہ ہوا تو میرے بیٹے کے ساتھ یہ فائل بندی تھی۔ تیمور عالم کے گھر میں جا کر میں نے ان سے یہ فائل کھوائی۔“

اور وہ فائل وہاں سے نکال لی۔ اسے بیٹے کے ساتھ اپنے گھر سے بیٹے کے بندھی ہوئی فائل لاتے ہیں بے کر باہر نکل آیا۔

سرکاری حکام میں بیٹھ کر پھر ہم لوگ اس حالت میں آئے، لیکن یہ بات میں نے اپنے ساتھیوں کو بھی نہیں بتائی تھی کہ فائل نقلی ہے۔ دراصل یہ بات میں نے شروع میں ہی سمجھ کر لی تھی کہ سائنسی آلات سے اس کیس میں بہت زیادہ کام لیا جا رہا ہے۔ مطلب یہ کہ میرے گھر میں ہونے والی بات چیت بھی سنی جا رہی ہے۔ اور آئی جی صاحب کے کمرے میں ہونے والی بات چیت بھی۔ مطلب یہ کہ دشمنوں نے اپنا جال پوری طرح پھیلا رکھا ہے۔ ان حالات میں میں اصل فائل یہاں کس طرح چھوڑ سکتا تھا۔

وہ تو اگر تم لوگ آئی جی صاحب کے بیٹے کو اغوا کرتے تو اگر ہم لوگ یہاں آتے بھی۔ اور اس صورت میں تیموری بھی تم سے کھل جاتی۔ تم فائل دیکھ کر کھٹکے۔“

”تیموری بھی تم سے کھل جاتی۔ تم فائل دیکھ کر کھٹکے۔“

”تیموری بھی تم سے کھل جاتی۔ تم فائل دیکھ کر کھٹکے۔“

”تیموری بھی تم سے کھل جاتی۔ تم فائل دیکھ کر کھٹکے۔“

”تیموری بھی تم سے کھل جاتی۔ تم فائل دیکھ کر کھٹکے۔“

اور اندر لپٹائی چھو ان کی ریتی کو نظر کیا تو میں نے کہا
کوئی پتھر پھٹا ہوا ہے۔ میں نے اس کو
نور کرنا شروع کر دیا تھا۔ اور آخر میں اس پر لکھنے لگا
کہ کچھ گیا۔

پورا مضمون کچھ لکھ گئے۔ آخر کچھ؟

میں نے کہا کہ سدا ڈھانا تیرہ عالم کے گھر میں ہو رہی ہے
کائنات کو پڑانے کے سلسلے میں کیسا ہوا ہے۔ افسوس
نے اسی وقت سے اس کی شناخت کی تیرہویں شروع کر دی
میں نے ہر لحاظ سے غور کیا کہ وحشی کا مضمون کیا ہو گا
اور جواب میں بھی کیا کرنا ہو گا۔ میں نے ساری دنیا
تو کھنڈ کر لی۔ ایک بات میرے دہم و گمان میں آئی
میں نے غور کر آئی ہی صاحب کے بچے کو انوار کہنے کا
میں بتایا جا چکا ہے۔ یہ دار ضرور بہت کوری تھا اور
دور کے بچے میں پریشان ہو گیا تھا۔ لیکن ایک دلچسپ
تھا۔ وہ یہاں تک کہ کر دے گئے۔
اور وہ کیا؟

یہ کہ۔ کائنات کم از کم تم لوگوں کے اذیت میں
لگے دوں گا؟

لیکن آپ تیرہ عالم کی کوئی سے کائنات سے کر دی

فہمیت تیرہ آگے ہی۔ بہت کثرت کے ہیں یہ بتاؤ۔

ان ۱۰ لکھ ہے۔ ماضی میں کوئی کام نہیں

میں۔ ہر کام پوری مشاعرہ بندی سے کرتا ہوں۔ میں اپنے گھر

سے سب بھاڑا ہوا تو میرے بچنے کے ساتھ یہ فاضل ہندی

تھی۔ تیرہ عالم کے گھر میں جا کر میں نے اس سے بہت کچھ

اور وہ فاضل لوگوں سے نکال لی۔ اسے بچنے کے ساتھ

بچنے سے ہندی بولی فاضل آتے ہیں سے کہ پھر نقل آ۔

سروکاری گاڑی میں بیٹھ کر پھر ہم لوگ اس حالت میں آئے۔

لیکن یہ بات میں نے اپنے ساتھیوں کو بھی نہیں بتائی تھی کہ

فاضل نقل ہے۔ ماضی یہ بات میں نے شروع میں ہی

عموم کر لی تھی کہ سائنسی کثرت سے اس کی بہت

زبردست کام چاہا ہوا ہے۔ مطلب یہ کہ میرے گھر میں

ہونے والی بات بہت ہی سی جا رہی ہے۔ اور ان کی صاحب

کے گھر سے میں ہونے والی بات بہت ہی۔ مطلب یہ

کہ دشمنوں نے اپنا ہال پوری طرح چھینا رکھا ہے۔ ان

حالت میں میں اصل فاضل یہاں کس طرح چھوڑ سکتا تھا۔

وہ تو اگر تم لوگ آئی ہی صاحب کے بچے کو انوار

کہتے تھے ہم لوگ یہاں آتے ہیں۔ اور اس صورت میں

یہ تیرہویں بھی تم سے نقل جاتی۔ تم فاضل دیکھ کر کچھ

ابن: انیکٹر جتہ یہاں تک کہ اگر خاصش ہو گئے

اب سوال یہ ہے کہ اصل فائل کہاں ہے؟

عزراں اب تک گھر پہنچ چکا ہو گا۔ انیکٹر جتہ

یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے۔

تو پھر کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ عزراں

جو کہ اب تک گھر پہنچ چکا ہو گا، اس لیے مجھے بیوقوف

لوگوں کی کیا پروا ہو سکتی ہے۔ اب فائل تم لوگوں کے پاس

مل سکتی۔ بادوگر کا پروگرام۔ اوہ نہیں۔ بادوگر کا نہیں

کا پروگرام نئی طرح کا کام ہو چکا ہے۔

انیکٹر جتہ۔ آپ بالکل غلط کر رہے ہیں۔ آپ

بوتھا کو نہیں جانتے۔

ابن: اگر میں غلط کر رہی ہوں تو صحیح بات کیا ہے؟

یہ کہ عزراں ہرگز گھر نہیں پہنچ سکتا۔ جب تک کہ فائل قلعے

ہمارے حوالے نہ کر دی جائے۔ نقلی فائل نہیں، اصلی فائل

کیا مجھے۔

اب بات کا کیا ثبوت ہے؟ انیکٹر جتہ سکوت۔

ابھی فون آئے گا اور آپ فون بہر عزراں سے بات

کر سکیں گے۔

ابھی بات ہے۔ کریں گے۔ فائل پر بھی آپ

کو نہیں ملے گی۔

وہ کیسے۔ صورت حال تو جوں کی توں رہی۔ مگر عزراں

ہمارے قبضے میں ہے۔

آئی جی صاحب مجھے حکم دے چکے ہیں۔ ان کے بیٹے

کو پھانسی دیا جاتے۔ فائل نہ دی جائے۔

اب سے پہلا سوال یہ ہے کہ فائل کہاں ہے؟

اب یہ راز میرے سوا کسی کو معلوم نہیں۔ وہ مجھے

تو دیے ہی ہمارے کا پروگرام بنا چکے ہو۔ انیکٹر جتہ جبر

انعام میں سکرات۔

کیا مطلب۔ یعنی ہم آپ کو یہ بھی نہیں سکتے، کھلی کہ

فائل کے بارے میں صرف آپ کو معلوم ہے۔

ہاں۔ بالکل۔ اب کیا خیال ہے۔ میں ایک

ہمارے قبضے کا ڈالوں۔ لیکن نہیں۔ میں قلعے نہیں لگاؤں گا، کیونکہ

ہمارے بیٹے کریم علی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

یہ کیا بات ہے بیٹھے۔ اس نے نہ بتایا۔

معلوم ہوا۔ تم ضرور اسلام دشمن ہو۔

اسلام دشمن نہ ہوتے تو یہاں ہرگز نظر نہ آتے۔ اس

نے فخر کے انعام میں کہا۔

اب کیا پروگرام ہے؟

”ہم آپ کو اگر مار نہیں سکتے تو اپنے قبضے میں کر سکتے ہیں۔“

”اور یہ عادت جو فوج کے گھیرے میں ہے۔“
”اس گھیرے کو توڑنا، ہمارے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ یہ کہہ کر وہ اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوا۔
”انہیں باندھ دو۔“

”دس آدمیوں نے رائفلیں رکھ دیں اور رسی کا ایک گولہ کر ان کی طرف پکے۔“

”شکل ہے؟“ انپکٹر جمشید مسکرائے۔
”کی شکل ہے؟“ انپکٹر نے جھلا کر کہا۔
”یہ کہ یہ دس آدمی مجھے باندھ لیں۔“

”دیکھا تم نے۔“ یہ حضرت کیا کہہ رہے ہیں۔
”ہاں استاد۔“ تم غور کرو۔ ان میں سے ایک آدمی۔
”فکر تو ہمیں کرنا ہو گی۔ آخر ہم لوڑا اس کو کیا جواب دیں گے۔“

”اس ناکامی میں ہمارا کوئی قصور نہیں۔“ خامی بولنا۔
”منصوبے میں وہ گئی ہے۔“

”لیکن اگر عمران ہاس کے ہاتھ میں ہے، تب ہم پر انپکٹر جمشید کو مجبور کر سکتے ہیں۔“

”یہی ہم ہاس کی طرف سے بھی تو کوئی اطلاع نہیں ملی۔ جب کہ یہ وہ گرام یہی تھا کہ اگر انپکٹر جمشید عمران کو سزا دلوانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو پھر وہ عمران کو اپنے سرے سے اخوا کر کے یہاں فون کریں گے۔ لیکن ابھی ہم فون نہیں کیا۔“
”ہوں۔ خیر۔ فی الحال۔“ انپکٹر جمشید کو دسیوں سے

”بعض ضروری ہے۔“
”فوج عادت کے نزدیک آتی جا رہی ہے۔ بلکہ آپ کی ہے۔“ تم اپنی فکر کرو۔

”یہ انپکٹر جمشید کی چالاکي ہے۔“ فوج عادت کے نزدیک نہیں آ سکتی۔

”وہ اس حد تک نزدیک آ چکے ہیں کہ تم سوچ بھی نہیں سکتے۔“ انپکٹر جمشید مسکرائے۔

”آپ ذرا ان کے بیان کی تصدیق تو کر لیں۔“
”اچھی بات ہے۔“ انپکٹر نے کہا اور کھڑکی کی طرف گیا۔
”واپس پلٹا تو اس کے چہرے پر طنز کے آثار تھے، اس نے کہا:

”وہ تو وہیں کھڑے ہیں۔ بچوں کے توں۔“
”آپ کی اطلاع بالکل غلط ہے۔ مجھے باندھنے کے چکر

میں تھارے آدھی راتیں بھی غارت سے ملے پکے ہیں۔
 تو میں - وہ راتیں کہاں ہیں؟
 انچارج اور اس کے ساتھی اچھل پڑے۔ راتیں
 نہیں تھیں جہاں انہوں نے رکھی تھیں۔

خوفناک خبر

یہ - یہ - یہ کیا بات ہوئی - وہ راتیں کہاں گئیں؟
 اب بھی اگر بات سمجھ میں نہیں آئی تو سن لو سسر
 انچارج - تم نے اس عمارت کا رخ کر کے زبردست غلطی
 کی تھی - یہ عمارت میں نے بھرائی ہوئی ہے - اس کے
 دروازوں کو صرف میں یا میرے بچے جانتے ہیں - یہ عمارت
 تو پوری فوج کا منہ پھیر دینے کے لیے کافی ہے - اس پر
 اگر دشمنی کا قبضہ ہو جائے تو بھی ہم ہی کامیاب ہوں
 گے - جیسا کہ اس وقت تم دیکھ رہے ہو - وہ راتیں یہاں
 نہیں ہیں - بلکہ - باقی لوگوں کے پاس جو ہتولہ وغیرہ
 تھے - وہ بھی ان کے پاس اب نہیں ہیں - گویا ہم نے پستے
 سے مقابلے کی پوری تیاری کر رکھی تھی - کیونکہ میں بھی یہ
 بات جانتا تھا - کہ تم لوگ یہاں آؤ گے - پھر یہ کس طرح
 ہو سکتا تھا کہ میں یہاں کوئی انتظام نہ کروں - دیکھ لو کیسا

انہم کیا ہے تھوڑا ۔

وہ کہتے ہیں آگئے ۔ یہ بات ان کی سمجھ میں نہیں
 رہی تھی کہ انہیں کس طرح غائب ہو گئیں ۔

”خیر کوئی بات نہیں ۔ اگر انکو غائب ہے تو آپ

ہم تعلقہ میں پچاس ہیں اور پچاس آدمی ایک ہی دھرم

میں اگر آپ ہر محلہ کوور ہو جائیں تو آپ کا کیا بھلا

کچھ بھی نہیں ۔ یہ بھی کوڑے دیکھ لو ۔ اگرچہ دھرم

تو تم پچاس کے پچاس پوری کوشش کے باوجود بھی

ایک نہیں لکھ سکتے ۔ لیکن میں یہ تماشہ دکھانے کی خواہش

ہوں ۔ دکھائی کہ تم پچاس کے پچاس کو ملنے کا پتہ لگا سکتے

”عام خیالی ہے ۔ پچاس ایک کے مقابلے میں

نیا ہے ۔

”اسلامی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ ایک مسلمان کے

خون میں ایک ہزار آدمی بھی بعض جگہوں میں موجود تھے اور

فتح اسلام کی جوتی ۔

”میں ان باتوں کے موافق نہیں ہوں ۔ مجھے تو یہ

محبت حال کے بارے میں بات کریں ۔

”وہ تم لوگوں کے سامنے ہے ۔

”پلو جی ۔ انہیں لکھ لو ۔ سب ٹوٹ پڑو ۔ بس اتنا

خیال ہے ۔ یہ صورت حال سے نامر جائیں ۔ بے ہوش

ہوتے ہیں ۔ ہو جائیں ۔

پلوں طرف سے پچاس کے قریب آدمی ان پر ٹوٹ

پڑے ۔ وہ نہایت متحافی سے ان کے ٹوٹے سے نکل گئے اور

کچھ گھٹے دو چار فائدہ اور لائیں ان کے رسید کر گئے ۔

”پھر حملہ کرو دو ستو ۔ بہت سزا آئے گا ۔ انکسٹر جمید ہوئے ۔

انہوں نے بارے سے متنبہ ہوئے اور ایک بار پھر حملہ

ہوئے ۔ لیکن انکسٹر جمید نے اس بار اپنی جھانگ لگائی ۔

اور ان کے درمیان سے نکل کر دور جا کھڑے ہوئے ۔ ایسے

میں انہارچ ان کی نو پر آ گیا ۔ انہوں نے آؤ دیکھا ۔ دیکھا

اس کے پیٹ میں ایک لالت دے ماری ۔ وہ ٹھکرایا اور

لوند سے منگوا ۔

انہارچ کا یہ انجام دیکھ کر باقی ٹھک گئے ۔ اور دوسرے

دوسرے افراد میں انکسٹر جمید کا مقابلہ کرنے لگے ۔ ان کے خون

سے انہوں نے اور بھی فائدہ اٹھایا اور گئے ۔ تاثر توڑ چلے

کرنے ۔ جلد ہی وہ سب ڈھیر ہو گئے ۔

”کمال ہے ۔ ہم پچاس آدمی ایک آدمی کا مقابلہ نہیں

کر سکے ۔ انہارچ بڑھاپا ۔

”ایسا ہی ہوتا ہے ۔ انکسٹر جمید نے سکوا کر کہا اور پھر

بلند آواز میں کہا :

"تم سب اندر آگئے ہو جی۔ میدان اب اللہ کی نوا سے میرے ماتھے میں ہے۔"

"اوہ۔ بہت خوب۔" باہر سے قادق کی آواز سنائی دی۔
پھر وہ سب عداوت میں جمع ہو گئے ، انکسٹر کی طرف
اندر پیش آنے والے حالات کو سنائے۔

"سوال یہ ہے کہ ہم کہاں کھڑے ہیں؟ خزانہ بولی۔

"کھڑے نہیں۔ بیٹھے ہیں۔" قادق نے مدد بنایا۔

"ہم کوئی کام کی بات کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے
سے دیکھا نہیں جاتا کیا؟" محمود نے جمل کر کہا۔

"دیکھتا بھی ہوں اور سنا بھی ہوں۔ اس لیے کہ اندر
بہرہ نہیں ہوں۔"

"ہوں! جادوگر اور بوڑھا غائب ہیں۔ اصل مجرم یہی ہے
جب تک یہ گرفتار نہیں ہو جاتے۔ ہم قادیان نہیں ہوں گے
انکسٹر جمینڈ نے جلدی سے کہا۔

"ان کے گرفتار ہونے پر بھی ہم قادیان نہیں ہوں گے
کوئی اور کیس شروع ہو جائے گا۔"

"دیکھا۔ پھر بول اٹھا۔" خزانہ نے اسے گھورا۔

"سب سے پہلے ہمیں عمران کے بارے میں معلوم ہونا

چاہیے۔" انکسٹر جمینڈ نے کہا اور وائٹریس پر کوئی جی صاحب سے
رابطہ قائم کیا۔

"ہاں جمینڈ۔ عمران پہنچ گیا ہے ، لیکن بہت خوفزدہ ہے۔"

"اچھے سے لوکسٹر کی خدمات حاصل کریں۔ اور ہاں گھرانے

کے لیے سادہ لباس والے مقبوضہ کر دیں۔ ابھی ہم خطرے

میں ہیں ، کیونکہ کافلات ان کے ہاتھ نہیں لگ سکے اور بوڑھا

گرفتار نہیں ہو سکا۔ لہذا وہ زخمی سانپ کی طرح جمل کھا رہا

ہو گا۔ ضرور کوئی قدم اٹھائے گا۔"

"تم فکر نہ کرو۔ عمران کو اب بہت حفاظت سے رکھا گیا

ہے۔ بوڑھا یہاں نہیں آ سکتا۔ ویسے جمینڈ کیا یہ سدا چکر

صرف کافلات چرانے کے لیے تھا۔"

"اب تک کے واقعات تو یہی اشارہ کر رہے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ ان کافلات کی اہمیت کیا ہے؟"

"ذراتِ خداجہ جانے۔ ہم نے ان کا مطالعہ نہیں کیا۔

ان کا کتنا ہے کہ بہت زیادہ اہم ہیں ، ہمارے لیے اتنی

ہی بات کافی ہے۔ ایک منٹ جمینڈ۔ کوئی ضروری پیغام

آ رہا ہے۔ میں ذرا وہ سن لوں۔ تم ابھی سیٹ پر ہی

موجود رہنا۔"

"جی ہسٹر! انھوں نے کہا اور سب پر ایک نظر ڈالی۔

اب سب ان کی طرف دیکھ رہے تھے۔ اپنا ایک انھوں نے
آئی جی صاحب کی لرزتی آواز سنی :

"خضبط ہو گیا۔ جتید - فردا اصرار آ جاؤ۔"
"جی کمال! آپ کے پاس؟"

"فی - نہیں - صدر مملکت کے پاس۔"

"آخر بات کیا ہوئی؟"

"صدر صاحب نے کچھ نہیں بتایا۔ بس اتنا کہا ہے۔"

غضب ہو گیا۔ جتید کو لے کر فدا آئیں۔ لہذا میں جی
وڈیں پہنچ رہا ہوں، اس طرح وقت بچے گا۔
"اچھی بات ہے۔"

وہ اسی وقت اٹھ کھڑے ہوئے۔ انپکٹر جتید کے
چہرے پر پریشانی کے آثار صاف نظر آ رہے تھے۔

"معلوم ہوتا ہے۔ بیٹے بٹھائے کوئی اور پکر شروع ہو
گیا ہے۔ محمود بولا۔"

"نہیں محمود۔ ایک بات میں شروع سے محسوس کر رہا تھا،
لیکن میں کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا۔ جب تک کچھ معلوم نہ
ہو جائے، کوئی بات سامنے نہ آ جائے، اس وقت تک
انسان کیا کر سکتا ہے۔ انھوں نے کہا۔"

"ہم آپ کی بات کا مطلب نہیں سمجھے۔"

میں شروع سے یہ محسوس کر رہا ہوں کہ کائنات پرانے کا

یہ بڑا منصوبہ صرف ایک ڈراما ہے۔
"کیا - نہیں - وہ چلتا ہے۔"

"ہاں ایکن یہ ڈراما اس قدر مہارت سے قریب دیا گیا

کہ ہم سب اس میں الجھ کر رہ گئے، اس طرح کہ سوچنے

سمجھنے کی ذرا بھی مہلت نہ ملی۔ اور اگر مجھے ذرا سا خیال آیا بھی

کہ کہیں یہ سب ڈراما تو نہیں ہے۔ تو بھی واقعات نے

اس قدر ابھائے دکھا کر میں کسی اور طرف توجہ بالکل نہ

دے سکا۔ اور اگر میں دیتا تو بھی کیا کر سکتا تھا، کوئی بات

سامنے جو نہیں آئی تھی۔ اب بھی کیا بات سامنے آئی ہے۔

ہمیں معلوم نہیں۔ کیا ہم اندازہ لگا سکتے ہیں۔ نہیں۔ بالکل

نہیں۔ شاید آئی جی صاحب بھی اندازہ نہ لگا سکیں۔ صدر صاحب

ہی بتائیں گے تو ہمیں پتا چلے گا اور اس کے بعد ہی ہم

حرکت میں آئیں گے۔"

"آپ ٹھیک کہتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے۔ بوڑا کی اہل

چال یہ تھی۔"

"ہاں! وہ منصوبہ بندی کا بادشاہ ہے۔ اپنے مخالف کو

ابھالنے کا ماہر۔ دوسرا آدمی اصرار اصرار دیکھنے کی مہلت ہی

نہیں پاتا۔ اور پتا بھی لے تو بھی کچھ نہیں کر سکتا۔ بالکل سمدی

طرح: انھوں نے کہا۔

اگر اپنا دم فرمائے۔ ہمارے سنے میں بھی لکے کے
مجرم آتے ہیں: فاروق نے سرد آہ بھری۔ کدو سرسے منکرا کر
وہ گئے۔

وہ میں اس وقت ایلان مدد پہنچے جب کوئی جی صاحب
پہنچے۔ اور ایک ساتھ اندر داخل ہوئے۔

شکریہ جیتے۔ تم بالکل وقت پر آ گئے۔ مجھے انتظار کی
زحمت نہیں کرنا پڑی۔ وہ میں باہر دک کر انتظار کرتا تھا کہ
صاحب ہوں۔

ہم بھی آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں، کیونکہ آپ بھی میری
وقت پر پہنچے۔ اور ہمیں بھی آپ کا انتظار نہیں کرنا پڑا۔ ایک چکر
نے منکرا کر کہا۔

صاحب نے مردہ گلاز میں ان کا استقبال کیا۔

یہ۔۔۔ کیا ہو گیا۔ شیخ صاحب۔ جیتے۔

ہمیں تو ابھی تک کچھ بھی معلوم نہیں ہے سزا۔

میں نے ابھی تک کسی کو بھی خبر نہیں سنائی۔ میں بگ

سے صرف مجھے اطلاع بھیجی گئی ہے۔ میں نے صرف ایک کام

کیا ہے۔ تمام پروازیں فوراً روک دی ہیں۔ اب پتیل کے بغیر

کوئی جہاز کسی ملک نہیں جا سکے گا۔ اس میں تو اتنا کر سکا ہوں۔

آپ فوراً بات بتا دیں۔ تاکہ ہم انتظامات کر سکیں؟
ہوں۔ بات یہ ہے۔ کہ ہمارے ایچی پلانٹ کے تمام

پریمیم چرایا گیا ہے۔
آپ۔ آپ کا مطلب ہے۔ پریمیم ۲۳۵۔ میں سے

پریمیم بنایا جاتا ہے۔
ہاں اس میں نے سوچا۔ یہ یوں تو اہم بناسکے بغیر

نہیں سکتے۔ جلد کر کے ہم ویسے ہی کام ہو چکے ہیں۔ تو

یہ کوشش کیوں نہ کر لی جائے۔ پہلے ہی وہ کوشش کر چکے

ہیں اور تم ان کے آڑے آ گئے تھے۔ میں اس پر انھوں نے

سوچا ہے۔ اچھا ملتا ہے؟
وہ سکتے ہیں آ گئے۔ ایک چکر جیتے اصل کردار میں بیٹ

کے پاس جا بیٹھے۔

دوسرا وارنٹ

پندرہ منٹ بعد انپکٹر جمشید ان کی طرف نکلے :

"ملک سے باہر جانے والے تمام راستے بند کر دیے گئے ہیں۔ زفنا کے راستے کوئی جا سکے گا، نہ سمندر کے راستے اور نہ خشکی کے راستے۔ لیکن اب ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ وہ ان انتظامات سے پہلے تو نہیں نکل گئے۔ وہ کم از کم جی ہادیو گر قلم کے لوگ۔ یا کم از کم ان میں سے ایک تو ضرور جاوے گا۔ اور اگر ہادیو گر نہیں ہے تو پھر ہینا غلام کا باہر ضرور ہے، ہینا غلام کا باہر آدمی بھی ایک طرح کا ہادیو گر ہی ہوتا ہے۔"

"ہوں میں بتاتا ہوں۔ میں نے جب شیخ صاحب کو فون کیا۔ اس سے صرف دو منٹ پہلے مجھے یہ بات بتائی گئی۔ پہلے میں نے ایر پورٹ حکام کو خبردار کیا۔ اس کے لیے مجھے صرف ایک ٹین دانا پڑا۔ کوئی بات نہیں کہنا پڑی۔"

"ہمارے درمیان طے شدہ بات ہے۔ لہذا اطلاع ملنے کے فورا بعد کوئی جہاز کم از کم ملک سے باہر نہیں گیا۔ سمندر کے راستے کوئی لاپنج وغیرہ نکل گئی ہو تو میں کچھ کر نہیں سکتا۔"

"ہوں۔ خیر۔ ہم دیکھتے ہیں۔ اگر یونیم ابھی ملک میں ہی ہے۔ تو ان شاء اللہ ہم جانے نہیں دیں گے اور اگر لے جایا جا چکا ہے تو... انپکٹر جمشید کہتے کہتے رک گئے۔"

"تو کیا جمشید؟ صدر صاحب نے بے چین ہو کر کہا۔
"تو سر۔ وہ جس ملک میں یا جہاں بھی وہ لے گئے ہیں۔ میں ان کا تعاقب کروں گا۔ نہ صرف میں یونیم ان سے لے کر آؤں گا۔ بلکہ میں ان کے ایٹمی پلانٹ تباہ کر کے رک دوں گا۔"

"ایمیں تو بعد کی ہیں جمشید۔"

"ہم جا رہے ہیں سر۔ آپ فکر نہ کریں۔"

"میں کیا کروں جمشید؟ آئی جی صاحب بولے۔"

"آپ تمام سادہ لباس والوں کی ڈیوٹیاں لگانا شروع کر دیں۔ اس طرح کہ ہمیں ان کی جہاں اور جب ضرورت پڑے آئے۔ ہمیں وقت نہ ہو۔"

"ابھی بات ہے۔ میں بھی دفتر چلتا ہوں۔"

معد صاحب کو دلاسا دے کہ وہ باہر نکل آسکے۔ اپنے خاص کوڑیوں کو پہلے ہی خبردار کر چکے تھے۔ آلات کے ذریعے تلاشی کا کام شروع کر چکے تھے۔ باہر جانے والی ہر پرواز اور ہر تحریک جہاز اور کی جب تک ان آلات کی مدد سے تلاشی نہ لے لی جاسکے وہ جانیں سکتے تھے۔

باہر نکل کر وہ دھولے

اب ہم کیا کریں بھئی۔ کیا ہم بھی تلاشی کا کام کریں؟ جہاں تک میرا خیال ہے۔ بوڑھا نے جو دھواں قریب ان کے کردار بھی بہر حال یہ یو پیٹیم چرانے کے منصوبے میں شریک تھے۔ لہذا آپ انہیں نظر انداز نہ کریں؟ فریڈ نے ٹھیک ہے۔ لیکن اصل آدمی ہمارے ماتحت کب آئے گا؟ ایکٹر جیڈ بولے۔

یو پیٹیم کو صرف چرایا ہی ہے۔ فوری طور پر ہنگامے باہر لے جانے کی کوشش نہیں کی گئی، دیکھو ایسی کوڑی فی الحال کریں گے۔ کیونکہ انہیں معلوم ہے۔ کس دور جہاز تھی۔ ہم لوگ اختیارات کر رہے ہیں۔

ہوں۔ تب پھر۔ بوڑھا اور اس کا ساتھی جلاوٹر بننے لگے۔ یہیں کہیں ہوں گے۔

ان اڑہاں گھر میں پناہ لیے ہوئے ہیں۔ وہ آپ تو جہاز کا کام آسان ہے۔ سب متعلقہ لوگوں کے لیے پناہ کا جائزہ لے لیا جائے۔ لیکن کس طرح۔ جس گھر میں بھی وہ ہیں۔ انہیں سب کے لئے تو یہیں رکھا گیا ہو گا۔ یہ وہ جے چپا کر دکھا گیا ہو گا۔

اس میں کیا شک ہے، لیکن ہم بھی تو چپا کر دکھے گئے۔ اس کو تلاش کرنے کے باہر ہیں۔ فلوڈی مسکرایا۔ ہمیں وقت بھی ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ کیا خیال ہے۔ سے پہلے ہم کس گھر کو چیک کریں؟ ہمارے پاس تو لے دے کے صرف ایک گھر ہے۔ اور

نہیں۔ تیمور عالم ہمارے بہت پرانے دوست ہیں۔ ایک دشمن نہیں ہیں۔ پروفیسر واوٹ نے فرما دیا۔ تب پھر اور کون سی جگہ ہے۔ جس کا ہم جائزہ لے

اس کیس میں تو بس یہی ایک جگہ ہمارے سامنے آتی تھی۔ نہیں، ہم ایک جگہ کو جھول رہے ہیں۔ اور وہ ہے۔

پروٹسٹ ہوٹل۔ ایکٹر جیڈ مسکرائے۔

"اے! ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔"

اور پھر وہ اسی دقت ہوئی کرینٹ کی طرف
گئے۔ ہوٹل کے باہر انھوں نے فوراً صوفی کر یا کر
لباس والے وال بھی پہنچ چکے ہیں۔ اور ہوٹل کے
طرف موجود ہیں۔ یہ دیکھ کر انھوں نے اطمینان کا
لیا۔ ایک خفیہ اشارے سے انھوں نے ان سب کو
کہ وہ اندر جا رہے ہیں، لہذا پوری طرح چھوٹی رہیں۔
اندر داخل ہوتے ہی وہ میدان سے میجر کے کمرے
داخل ہو گئے۔ چند بیرے ان کے راستے میں آئے
وہ نہیں رکے۔

"کیا مطلب۔ آپ۔ بغیر اجازت۔ ارے۔ آپ ہیں
آئیے آئیے۔" مولے جم کے ماک ہوٹل کے میجر نے
ہوئے کہا۔

"بیمیں آپ کے ہوٹل کی تلاشی لینی ہے۔"

"ت۔ تلاشی۔ وہ کیوں؟"

"بس لینی ہے۔ اگر آپ کو کوئی اعتراض ہے تو بتا
"بھلا میں کون ہوتا ہوں۔ اعتراض کرنے والا۔ اگر
نے کہا۔"

"تو پھر آپ بھی ہمارے ساتھ رہیں۔ ہم آپ کی مدد

"کاشی میں ہے۔ ایکٹر جیڈ نے کہا۔"

جیسے آپ کی مرضی۔ لیکن میں زیادہ مصروف ہوں۔
ہوں گے۔ ہم آپ سے زیادہ مصروف ہیں۔ انھوں نے

یاد دہانہ کیا۔
آپ تلاشی کے وارنٹ تو لاتے ہوں گے؟
جیسے اس کی ضرورت نہیں۔ میرے پاس ڈوسرا وارنٹ
ہے۔ انھوں نے کہا اور اجازت نامہ اس کے سامنے کر دیا۔

پہلے جناب! میں آپ کے ساتھ ہوں۔ اس نے کہا۔

"اس سے چلے کہ ہم تلاشی شروع کریں۔ آپ صرف اتنا

کہنا۔ کیا کچھ غیر ملکی ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے ہیں؟

غیر ملکی تو میرے ہوٹل میں ہر وقت ٹھہرے ہوئے ہیں،

وقت بھی د جانے کتنے غیر ملکی یہاں ہوں گے۔"

"ان کے نام اور کمروں کے نمبر مہیا کر دیں۔"

اس نے گھٹی بھائی۔ ایک بیرا اندر داخل ہوا۔

"غیر ملکی مسافروں کے نام اور کمروں کے نمبر۔ جلدی۔"

بیرا باہر نکل گیا۔

"آپ کا نام؟ ایکٹر جیڈ نے پوچھا۔"

"میجر پام۔"

"مگر یہ میجر پام۔ آپ کہاں کے رہنے والے ہیں۔ یہ ہوٹل

کب سے چلا رہے ہیں؟

تیس سال پہلے ادھر کپ کے وطن میں آیا تھا۔
وہ کہیں کا ہو کر رہ گیا۔ یہ ہوٹل خرید لیا۔ وہاں
انہی دنوں فروخت کی تھیں۔

ہوں۔ ایک آپ نے یہ نہیں بتایا کہ رہنے والے
کے ہیں۔
برٹائن کا۔

ہوں۔ آپ اپنی شہریت کے کاغذات بھی پیش کریں
انٹیکٹر جیڈ ہولے۔

ہم ذرا ادھر ادھر کا چکر کیوں نہ لگالیں۔ کپ
یہاں کچھ دیر گئے گی۔ فرزانہ نے کہا۔

اچھی بات ہے۔ اگر کہیں جانے کی ضرورت پیش آجائے
تو بتا کر جانا۔

کبھی ایسا ہوتا ہے اباجان کہ بتانے کی مہلت ہی نہیں
ملتی۔ محمود ہولا۔

ہاں! ہوتا ہے۔ اگر ایسا ہو جائے تو ضرور نہ بتانا۔
وہ مکرانے۔

تینوں مکرانے ہوئے نکل گئے۔

ہاں تو میں کیا کہہ رہا تھا۔ انٹیکٹر جیڈ نے خان رحمان

بصرہ کی طرف دیکھا۔

خان رحمان ہولے۔

ان کی شہریت کے کاغذات۔ خان رحمان ہولے۔
بصرہ کی طرف دیکھا۔

بصرہ کی طرف دیکھا۔
بصرہ کی طرف دیکھا۔

بصرہ کی طرف دیکھا۔
بصرہ کی طرف دیکھا۔

بصرہ کی طرف دیکھا۔
بصرہ کی طرف دیکھا۔

بصرہ کی طرف دیکھا۔
بصرہ کی طرف دیکھا۔

بصرہ کی طرف دیکھا۔
بصرہ کی طرف دیکھا۔

بصرہ کی طرف دیکھا۔
بصرہ کی طرف دیکھا۔

بصرہ کی طرف دیکھا۔
بصرہ کی طرف دیکھا۔

بصرہ کی طرف دیکھا۔
بصرہ کی طرف دیکھا۔

لگا دیے۔ انپکٹر جمشید کی پیشانی پر ہل پڑ گئے۔ انھوں نے
کا اچھی طرح جائزہ لیا۔ وہ بتلا دیا اور لے لے تھکا لگائی تھ
"مسٹر داجر۔ آپ نے دروازہ کھولنے میں آئی ہیں؟
لگا دی؟

"میں پہلے تبدیل کر دیا تھا جناب۔ خیر تو ہے؟
"ہم آپ کے کمرے اور سامان کی تلاشی لیں گے۔
"وہ؟

"وہ نہیں بتائی جا سکتی۔

"کیا یہ تلاشی قانونی ہے؟ اس نے سبزر کی طرف دیکھا۔
"ہاں جناب۔ بالکل۔

"تو پھر ٹھیک ہے۔ لیجئے تلاشی؟

انھوں نے تلاشی شروع کی۔ انپکٹر جمشید اس کے سامنے
کا جائزہ لینے لگے۔ خان دھان المادیوں کو دیکھ رہے تھے
اور پروفیسر طاقت پکڑوں کو۔ اپناٹک خان دھان بولے۔
"جمشید۔ پروفیسر صاحب۔ فوراً ادھر آئیں۔

دونوں ایک کمرہ میں پہنچے۔ اور المادی میں دیکھے ایک
گل دان کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ وہ ایک پتھر کا بنا ہوا چھرا
ماہیت خوب صحت گل دان تھا۔
"کیا تم، المادی تو جہ اس گل دان کی طرف دلتا پاتے ہو؟

ان۔ "نہ ہونے۔
"اس میں کیا عجیب بات ہے؟ پروفیسر پروفیسر۔
"اس میں کیا عجیب بات ہے؟ کہ جو تو میں نے یہ المادی کھولے۔
"اس کی ہانی کا رنگ بدل گیا۔
"اسی طرح موقوف کے سے ایک ساتھ نکلا۔
"المادی کھولنے سے پہلے اس کا رنگ گلابی تھا۔ لیکن اب
یہاں ہے۔

"ہاں۔ المادی نہ کہ وہ انپکٹر جمشید نے کہا۔
"میں اس وقت انپکٹر جمشید کو عجیب سا احساس ہوا۔ وہ
ہاں کی چھری سے مڑے۔ اور بال بال بچے۔ اگر وہ اس قدر
چھری سے مڑے ہوتے تو خیر ان کی کمر پر لگا ہوتا۔
اب خیر وہ المادی ان کی گرفت میں تھا۔ دوسرے ہی
نے خیر نیچے گر پڑا۔ خان دھان اس کو اٹھانے کے لیے بھکے
ی تھے کہ وہ بولے۔

"نہیں خان دھان۔ اس کو اٹھ نہ لگاتا۔ کھڑکی کھول کر
میں الٹکیاں باہر ہوا۔

"اچھا! انھوں نے کہا اور ایسا ہی کیا۔
"اں ہٹا۔ اب بتلو۔ تم مجھے کیوں ہلک کرنا چاہتے تھے؟
"نہیں تو۔ میں نے تو ایسا نہیں کیا۔ یہ تو آپ نے ہی

میرا اتہ بکڑا دیا ہے !

اور اس بجز پارکپ کی انگلیوں کے نشانات ہی
اس کا رنگ اڑ گیا۔

"اگر اس الماری میں جو گل دان ہے = وہ میرے کمرے
رنگ تبدیل کرنے والے پیرے ۲ = بعض پیرے سوداگر
دوشی میں اور رنگ کے نظر آتے ہیں۔ اور سائے میں اور رنگ کے
گل دان ایسے ہی پیرے کا بنایا گیا ہے۔ اور میں نے
آج تک اتنا بڑا اور وزنی پیرا نہیں دیکھا۔ زندگی میں پہلا
دیکھ رہا ہوں۔ وہ کتنے چلے گئے۔

اور جیٹھ۔ اتنا بڑا پیرا۔ غلام رحمان میراں وہ گئے۔
میں۔ لیکن ہم یہاں ہیروں کی تلاش میں نہیں آئے
انہوں نے دے دیا۔

گل دان پیرے کا نہیں ہے۔ آپ کو خطا نہیں ہوئی ہے
بھلا بات ہے۔ خبر میں ہیروں کے ایک ماہر کو
موسم کرتا ہوں۔

اب انہوں نے کسی کو نوں کیا۔ اس وقت مادہ لباس دان
اور داخل ہوئے۔ اور انہوں نے داجر کو بکڑا لیا۔ جلد ہی ہیروں
کا باہر دلوں پہنچ گیا۔ وہ انکسٹر جیٹھ سے ابھی طرح واقف تھا
اور انکسٹر ان کے کام آتا رہتا تھا۔

اس نے صلی دان کا بھی طرح جانور لیا اور بکڑا !

کہاں ہے۔ یہ تو خاص پیرے کا ہے۔
کہاں یہ شخص اتنا بڑا پیرا لے کر ملک میں
بھٹ خوب۔ لیکن یہ شخص اتنا بڑا پیرا لے کر ملک میں

جی طرح داخل ہو گیا۔ اب انکسٹر جیٹھ بڑا پیرا لے کر
یہ مسلم دلوں کو عام صلی دان نظر آیا ہو گا۔ کون سوچ
سکتا ہے کہ اس قدر بڑا پیرا بھی ہو سکتا ہے۔

ہوگا۔ اسے لے جاؤ جیٹھ۔ فی الحال حالات میں رکھو۔
کوتی اس کی ضمانت دگرائے پاسے۔ میں فارغ ہو کر دیکھوں

کوتی اس کی ضمانت دگرائے پاسے۔ میں فارغ ہو کر دیکھوں

وہ۔ یہ پیرا کمرے لے جاؤ۔ ضمانت دگرائے پاسے۔ میں فارغ ہو کر دیکھوں

انکسٹر جیٹھ نے اپنے اجازت نامے کی دو سے حکم کیا
کہ انکسٹر جیٹھ نے اپنے اجازت نامے کی دو سے حکم کیا

کہ انکسٹر جیٹھ نے اپنے اجازت نامے کی دو سے حکم کیا
کہ انکسٹر جیٹھ نے اپنے اجازت نامے کی دو سے حکم کیا

کہ انکسٹر جیٹھ نے اپنے اجازت نامے کی دو سے حکم کیا
کہ انکسٹر جیٹھ نے اپنے اجازت نامے کی دو سے حکم کیا

کہ انکسٹر جیٹھ نے اپنے اجازت نامے کی دو سے حکم کیا
کہ انکسٹر جیٹھ نے اپنے اجازت نامے کی دو سے حکم کیا

کہ انکسٹر جیٹھ نے اپنے اجازت نامے کی دو سے حکم کیا
کہ انکسٹر جیٹھ نے اپنے اجازت نامے کی دو سے حکم کیا

"فیکہ یہ گروہ عالی پڑا ہے؟"

"اں نے گرایہ ایک ماہ کا دے دکھا ہے۔ اور ہم سے
کو دکھا ہے کہ میں دہوں یا نہ دہوں۔ گروہ ایک طریقہ تک
ہے گا۔ گرایہ اس نے ایڈوائس دیا تھا۔ البتہ میں یہ گروہ
کس طرح کبھی دوسرے کو دے سکتا تھا؟
"بھونٹیک ہے؟"

جتنی کرسے کا ہوا نہ کھلا، انہیں ایک مذہب سے جھٹکا گیا۔

ش

رنگین رشتہ میں رشتہ کر لال میں آگئے وہ ایک عالی ریزہ
نے گرد رشتہ تھے۔

ہم یہاں آکر رشتہ کیوں گئے؟ غریباز نے چاروں طرف

یک نظر ڈالی۔

یہ سوچنے کے لیے کہ ہم کیا کریں۔ عروسی کو کبھی طرح

توافق کریں۔ قادیان سکرایا۔

"میری کھ میں ایک بات آتی ہے۔ ایسے میں گروہ

دل لٹا۔

پرو جلدی بنا دو۔ کہیں وہ بات تمہاری کھ میں سے

لگی نہ جائے۔

"لوہا رہیم چرانے آیا تھا۔ اس نے یہ کام ضرور لٹھی

ہاتھ کے کس طازم کے ذریعے کیا ہو گا۔ لٹھی پلاٹ میں

ہاتھ ہی طازم ہیں؟ اس نے جلدی جلدی کیا۔

تو پھر۔ تم کیا کہنا چاہتے ہو؟ فریاد دہی
 اگر ہم وہاں سے تحقیق شروع کریں تو۔ کیا خیال ہوگا
 "خیال ٹھیک ہے۔۔۔ ہماری تحقیق مددگار ہوگی۔" یہ خیال
 ہوئی چاہیے تھی۔ لیکن چونکہ اس وقت سے پہلے ہی کو
 کا ہے، اس لیے سب سے پہلے ان ماسٹروں کی طرف توجہ
 دی گئی۔ جی کے ذہنی عزم و ہمت پر دیکھتے ہیں، پھر ان
 کی طرف یا ان جگہوں کی طرف متوجہ ہونے۔ جی کے اسباب
 کا کثرت کا لڑنا کیلئے۔ جب ان اطراف سے غور و
 جائیں گے تو ظاہر ہے۔ انکی پٹائی کا رخ کر لیں گے؟
 "یہاں مطلب ہے۔۔۔ ہم پہلے یہ کام کیوں نہ کریں؟"
 "یہاں ٹھیک ہے۔ لیکن پہلے اہدات لینا ہوگی اب ان سے؟"
 وہ اٹھنے ہی گئے تھے کہ ال میں ایک عجیب بات ہوئی۔
 ایک آدمی تڑپے ملا اور سکت ہو گیا۔
 "اسے اسے کیا ہوا؟ کئی آدمی اس کی طرف دوڑ پڑے
 مگر۔۔۔ لادوق اور فریاد کے کوئی قوبہ نہ دی۔ یہ خیال
 کر کے کہ کوئی نئے کا مدد ہی ہوگا۔ اپنے لوگ گئے پڑے
 ہی رہتے ہیں۔ وہ اٹھ کر اس کے پاس سے گزر رہے تھے کہ
 ہر ایک اٹھے۔ بے ہوش ہونے والا ساہو جاسی والا تھا۔ نہ
 فرما اس کی طرف چلے۔

ایک طرف ہٹ جائیں۔ بڑا تسن پائیں سے ہے؟
 "یہی نہیں کہ اس کے بے ہوش ہونے سے کیا تسن؟"
 "یہ پتہ کوئی نہیں ہے؟"
 "آپ ایک طرف ہٹ جائیں! جس نے سرہ
 تسن ہے۔ آپ اس نے لادوق سے کہا؟"
 "نہیں، پھر اس نے لادوق کو بلا کر؟"
 "تم لدا اہر سے بند ساہو جاسی والوں کو بلا کر؟"
 "لادوق نے اہر کی طرف دوڑ لگا دی۔ بند ہی بند وہاں
 لادوق نے انہوں نے اپنے ساتھی کے گرد گھیرا ڈال
 دانے اندر آ گئے۔ انہوں نے اپنے ساتھی کے گرد گھیرا ڈال
 ہوا۔ پھر انہیں کے لیے فٹ کیا گیا۔ ڈاکٹر کو بھی ساتھ ہی
 جب کیا گیا۔ پانچ منٹ کے اندر ڈاکٹر بھی پہنچ گیا اور انہیں
 ہی۔ ڈاکٹر نے دیکھتے ہی کہ دیا؟
 "یہ دہر کا کیس ہے۔ فوراً ہسپتال جیئیں۔"
 "ساہو جاسی دانے اپنے ساتھی کو لے کر فوراً ہسپتال کی
 طرف روانہ ہو گئے۔"
 "اب ہم کیا کریں؟"
 "وہ اس چیز پریشا تھا۔ اس عکاس کو بھی چیک کرنا؟"
 "ہوگا۔"
 "تو کیوں؟ ہم جی سے ایک ہسپتال بھی پتا جاسکے؟" وہ
 "ٹھیک ہے، تم ہسپتال چلے جاؤ۔ لادوق نے فوراً کہا۔

تھیں کیا ہے۔ تم بھول نہیں جاسکتے۔

تم دونوں۔ میں ٹھہرو۔ میں جاتی ہوں۔ قریب سے جھانک کر
کہا اور ہوش سے نکلنے کے لیے سڑی۔
"تم نے نہیں! میں تو مذاق کر رہا تھا یہ کہہ کر خالق اللہ کی
سے آگے بٹکا۔

"تم بھی ٹھہرو۔ دکان میرا جانا مناسب رہے گا۔ یہ نئی
کئی بات معلوم ہوئی، میں آکر بتا دوں گا۔
غصہ سے کہا اور باہر نکل گیا۔ ایسے میں فاروق اور قربان
کو ایک آواز سنائی دی۔
"کیا ہوا ہے یہاں؟"

"ہوئی کے مالک آگئے۔ دو تین بیروں کے منہ سے نکلا۔
"مشترک ہی ہو۔ یہاں ایک عدد واردات ہو گئی ہے۔
ایک صاحب اپنا گھر لے کر آئے اور بے ہوش ہو گئے۔ ان حضرات
کا کہنا ہے۔ وہ پولیس کا آدمی تھا۔
"ابو اچھا۔ کمال ہے۔"

"اسے ہسپتال لے گئے ہیں۔"

"شاید وہ صاحب بیمار تھے۔ مہاشی مور بڑ بڑایا۔

"جی نہیں۔ ان کی بے ہوشی میں کسی کا ہاتھ ہے۔ فاروق
بول اٹھا۔

نہ چوک کر اس کی طرف متڑھا۔
"یہ گرا رہا تھا؟ اس کا لہجہ ناخوش گوار تھا۔
"میں۔ فاروق نے سینے پر ہاتھ دلا۔

"آپ کون ہیں؟
"ان کا بیان ہے کہ ان کا تعلق پولیس سے ہے؟
"میری معلومات کے مطابق تو اس ملک میں اتنے کم عمر
علاقہ نہیں رکھے جاتے۔ اس نے حیران ہو کر کہا۔
"ہم خاص عازم ہیں۔"

"ہوں گے۔ مجھے کیا۔ آپ بتائیں، ان صاحب کی
بے ہوشی میں کسی کا ہاتھ کس طرح ہے؟
"ایسی ہم تحقیق کر رہے ہیں، بعد بتائیں گے۔ قربان نے
فورا کہا۔

"آپ برٹانی ہیں؟ فاروق نے پوچھا۔
"ہاں! میں برٹانی ہوں۔ تو پھر اس سے کیا ہوتا ہے؟
"ہونے کو اس کو کیا میں کیا نہیں ہو سکتا؟ فاروق نے
فورا کہا۔

"کی مطلب؟ وہ چوک کر رہا۔

"اب ہم آپ کو مطلب کس کس بات کا بتائیں۔ میں نہیں
سمجھ رہا کہ آپ کے ہوش میں کوئی بکر ضرور چل رہا ہے؟"

2000-2001

[Faint handwritten notes at the bottom of the page]

$\frac{1}{2} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{4}$

۱- در صورتی که در یک سال دو بار بارش باشد و در هر بار بارش
 سه بار بارش باشد و در هر بار بارش سه بار بارش باشد
 = در هر بار بارش سه بار بارش باشد

[illegible][illegible]
$$\frac{d}{dt} \left(\frac{1}{\rho} \right) = - \frac{1}{\rho^2} \frac{d\rho}{dt}$$

7. $\frac{1}{x^2} = x^{-2}$ $\frac{d}{dx} x^{-2} = -2x^{-3} = -\frac{2}{x^3}$

$\frac{1}{2} \pi \leq \theta \leq \frac{3}{2} \pi$ $\frac{1}{2} \pi \leq \theta \leq \frac{3}{2} \pi$

تاریخ: ۱۳۰۲/۱۲/۱۵

۱۰۰ = ۱۰۰

$\frac{1}{2} = \frac{1}{2} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{4}$
 $\frac{1}{4} = \frac{1}{4} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{8}$
 $\frac{1}{8} = \frac{1}{8} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{16}$
 $\frac{1}{16} = \frac{1}{16} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{32}$
 $\frac{1}{32} = \frac{1}{32} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{64}$
 $\frac{1}{64} = \frac{1}{64} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{128}$
 $\frac{1}{128} = \frac{1}{128} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{256}$
 $\frac{1}{256} = \frac{1}{256} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{512}$
 $\frac{1}{512} = \frac{1}{512} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{1024}$
 $\frac{1}{1024} = \frac{1}{1024} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{2048}$
 $\frac{1}{2048} = \frac{1}{2048} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{4096}$
 $\frac{1}{4096} = \frac{1}{4096} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{8192}$
 $\frac{1}{8192} = \frac{1}{8192} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{16384}$
 $\frac{1}{16384} = \frac{1}{16384} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{32768}$
 $\frac{1}{32768} = \frac{1}{32768} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{65536}$
 $\frac{1}{65536} = \frac{1}{65536} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{131072}$
 $\frac{1}{131072} = \frac{1}{131072} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{262144}$
 $\frac{1}{262144} = \frac{1}{262144} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{524288}$
 $\frac{1}{524288} = \frac{1}{524288} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{1048576}$
 $\frac{1}{1048576} = \frac{1}{1048576} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{2097152}$
 $\frac{1}{2097152} = \frac{1}{2097152} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{4194304}$
 $\frac{1}{4194304} = \frac{1}{4194304} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{8388608}$
 $\frac{1}{8388608} = \frac{1}{8388608} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{16777216}$
 $\frac{1}{16777216} = \frac{1}{16777216} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{33554432}$
 $\frac{1}{33554432} = \frac{1}{33554432} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{67108864}$
 $\frac{1}{67108864} = \frac{1}{67108864} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{134217728}$
 $\frac{1}{134217728} = \frac{1}{134217728} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{268435456}$
 $\frac{1}{268435456} = \frac{1}{268435456} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{536870912}$
 $\frac{1}{536870912} = \frac{1}{536870912} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{1073741824}$
 $\frac{1}{1073741824} = \frac{1}{1073741824} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{2147483648}$
 $\frac{1}{2147483648} = \frac{1}{2147483648} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{4294967296}$
 $\frac{1}{4294967296} = \frac{1}{4294967296} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{8589934592}$
 $\frac{1}{8589934592} = \frac{1}{8589934592} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{17179869184}$
 $\frac{1}{17179869184} = \frac{1}{17179869184} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{34359738368}$
 $\frac{1}{34359738368} = \frac{1}{34359738368} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{68719476736}$
 $\frac{1}{68719476736} = \frac{1}{68719476736} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{137438953472}$
 $\frac{1}{137438953472} = \frac{1}{137438953472} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{274877906944}$
 $\frac{1}{274877906944} = \frac{1}{274877906944} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{549755813888}$
 $\frac{1}{549755813888} = \frac{1}{549755813888} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{1099511627776}$
 $\frac{1}{1099511627776} = \frac{1}{1099511627776} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{2199023255552}$
 $\frac{1}{2199023255552} = \frac{1}{2199023255552} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{4398046511104}$
 $\frac{1}{4398046511104} = \frac{1}{4398046511104} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{8796093022208}$
 $\frac{1}{8796093022208} = \frac{1}{8796093022208} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{17592186044416}$
 $\frac{1}{17592186044416} = \frac{1}{17592186044416} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{35184372088832}$
 $\frac{1}{35184372088832} = \frac{1}{35184372088832} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{70368744177664}$
 $\frac{1}{70368744177664} = \frac{1}{70368744177664} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{140737488355328}$
 $\frac{1}{140737488355328} = \frac{1}{140737488355328} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{281474976710656}$
 $\frac{1}{281474976710656} = \frac{1}{281474976710656} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{562949953421312}$
 $\frac{1}{562949953421312} = \frac{1}{562949953421312} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{1125899906842624}$
 $\frac{1}{1125899906842624} = \frac{1}{1125899906842624} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{2251799813685248}$
 $\frac{1}{2251799813685248} = \frac{1}{2251799813685248} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{4503599627370496}$
 $\frac{1}{4503599627370496} = \frac{1}{4503599627370496} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{9007199254740992}$
 $\frac{1}{9007199254740992} = \frac{1}{9007199254740992} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{18014398509481984}$
 $\frac{1}{18014398509481984} = \frac{1}{18014398509481984} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{36028797018963968}$
 $\frac{1}{36028797018963968} = \frac{1}{36028797018963968} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{72057594037927936}$
 $\frac{1}{72057594037927936} = \frac{1}{72057594037927936} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{144115188075855872}$
 $\frac{1}{144115188075855872} = \frac{1}{144115188075855872} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{288230376151711744}$
 $\frac{1}{288230376151711744} = \frac{1}{288230376151711744} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{576460752303423488}$
 $\frac{1}{576460752303423488} = \frac{1}{576460752303423488} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{1152921504606846976}$
 $\frac{1}{1152921504606846976} = \frac{1}{1152921504606846976} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{2305843009213693952}$
 $\frac{1}{2305843009213693952} = \frac{1}{2305843009213693952} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{4611686018427387904}$
 $\frac{1}{4611686018427387904} = \frac{1}{4611686018427387904} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{92233720$

اب سے اب تک = اب سے اب تک

$\frac{1}{2} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{4}$

۱۰۰ = اسی کی آج بھی کسی قدر کسب و کسب ہے۔ یوں ملتا ہے۔
۱۰۰ = اسی کی آج بھی کسی قدر کسب و کسب ہے۔ یوں ملتا ہے۔

$$= 6 \text{ feet } 10 \text{ inches } 10 \text{ lines}$$

۱۔ ایک بڑا کھجور کا پتہ لکھا ہے جس کے نیچے

$\frac{1}{2} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{4}$

[illegible]

ایک جاں سے۔ شاید اس نے ہوئی کریمٹ میں کوئی خاص بات ڈٹ کر لی تھی۔ لیکن بحرہوں نے اسے سمجھ کر سننے کی ضرورت نہیں لگائی۔ ادھر ہم آل میں پہنچے۔ ادھر اسے ہم کو پتا گیا۔ شاید اس ٹیبل سے کریمیں وہ ہمیں کچھ بتا دوسے۔ روز وہ اسے کہیں باہر ہانک کر سننے کی کوشش کرتے۔

"کم از کم ایک بات ثابت ہے۔ یورینیم کا تسلیخ اگر ہمیں مل سکتا ہے تو ہوئی کریمٹ سے مل سکتا ہے۔"

ہوں! بڑی پادشاهی تو پہلے ہی وہاں معروف ہے۔ کیا ہم بھی جانتے ہیں؟

"ہم اپنے طور پر کام کریں گے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے۔ یورینیم ہوئی میں ہی نہیں ہے۔ قادیان نے چرخ حوش انداز میں کہا۔ دماغ تو نہیں چل گیا۔ اسے بھی۔ مرنے والے نے ہوئی کریمٹ۔ ٹٹ۔ کہا تھا۔ ہوئی کریمٹ۔ یورینیم نہیں کہا تھا۔ لیکن یہ ٹٹ کیا ہے؟ فرزانہ نے جھٹکا کر کہا۔

"ابھی کچھ نہیں کہا جاسکتا۔" "کچھ بھی ہو۔ ہم ہوئی کریمٹ سے دور نہیں رہ سکتے۔ کم از کم مرنے والے کا اتنا تو احترام کرنا چاہیے۔ آخر اس نے جان دی ہے۔"

وہ ہوئی پہنچے۔ وہاں حالات معمول پر تھے۔ یوں لگتا

تھا جیسے کچھ در پہلے وہاں کوئی واردات ہوئی ہی نہ ہو۔ میں اور فرزانہ پیچھے ٹھہرتے ہیں۔ تم ذرا اوپر جا کر یہ دیکھ کر آؤ۔ وہاں دیکھو کیا کر رہے ہیں؟

میں اور فرزانہ یہاں ٹھہرتے ہیں۔ تم ہو آؤ اوپر۔ قادیان نے کہا۔

"کم از کم دو فوں یہاں ٹھہرو۔ میں جاتی ہوں اوپر۔ فرزانہ نے جلی کر کہا اور بگٹ کی طرف چلی گئی۔

ہم اس کے ساتھ بعض اوقات بست زیادتی کرتے ہیں۔ قادیان نے مسکرا کر کہا۔

"ہم نہیں۔ صرف تم۔" محمود نے بتا کر کہا۔

"کھٹ کھانے کا پروگرام ہو تو وضاحت کر دیتا۔ قادیان نے کہا۔

"سو جاتی۔ میرے ذہن میں ایک بات آئی ہے۔

یوں؟ ہم انہی پلانٹ چلیں۔"

"اب تمہارا دماغ واقعی چل گیا ہے۔ اسے میاں۔

وہاں سے تو یورینیم چرایا جا چکا ہے۔ وہاں جا کر کیا لکیر لکھیں گے۔ میرا مطلب ہے۔ سانپ تو نکل گیا۔ اب لکیر لکھ کر کیا ہو گا؟

"نہ ہو گئی۔ لکیر پیٹنے کو کون کڑا ہے۔ نہ جانے

خاوارات، منانے والے کیسے لوگ تھے۔ عجیب و غریب خاوارات بنا کر دکھ دیئے۔ تم نے وہ سنا ہے۔ ایک کریم و مسرانیم چڑھا۔ دوسرا کیوں اور تیسرا کیوں نہیں؟ یہ دعاؤں نہ چلاؤ۔ اس وقت اردو گرامر کا پیرٹہ نہیں ہے۔ یورپیم کی چوری کا پیرٹہ ہے۔ کہنے کا مطلب یہ تھا کہ شراعت تو ہمیں دیں سے ملے گا۔

"لیکن مرنے والے نے اشارہ ہوئی کریمنٹ کا دیا ہے۔ نہ کہ ایسی پلانٹ کا۔ اسے تو اس صورت میں یہ کہنا چاہیے تھا۔ اے۔ ٹی۔ فاروق نے کہا۔

"عد ہو گئی۔ ہم ادھر ادھر کی بانٹنے میں لگ گئے۔ ہمیں تو کس پر کام کرنا ہے۔ اور کس انتہائی خوفناک ہے اہم ترین ہے۔ محمود نے منہ بنایا۔

"فرناز بھی اُپر جا کر اُپر کی ہو کر رہ گئی۔ فاروق نے لفٹ کی طرف دیکھا۔

"ہو سکتا ہے۔ اُپر کوئی خاص معاملہ درپیش ہو۔ ایسی صورت میں تو وہ نیچے نہیں آئے گی۔ ہماری پروا تک نہیں کرے گی۔

"لیجئے۔ وہ چلے آ رہے ہیں ہوٹل کے مالک۔ اسے۔ اس کا کیا نام ہے بھلا؟

ٹٹ۔ ٹامی مود۔

یہی کہا۔ ٹٹ۔
 دونوں کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ ٹامی مور ہوٹل سے باہر کا رخ کر رہا تھا۔ اب سوچنے کا وقت نہیں تھا۔ دونوں ذرا آٹھے۔

پھینک

کمرے کے فرش پر ہادوگر کی لاش پڑی تھی۔ اس کا جسم
اکڑا کر بالکل سخت ہو چکا تھا۔ اور سرد بھی۔ تاہم فرش پر
خون کا نام و نشان تک نہیں تھا۔ اور اس کا مطلب یہ تھا
کہ اسے خنجر یا گولی سے ہلاک نہیں کیا گیا تھا۔
"آپ تو کہہ رہے تھے۔ یہ جا چکا ہے۔" انپکٹر جمشید نے
منہ بنایا۔

"جا تو یہ واقعی چکا ہے۔" پردھیر داؤد بولے۔

"اوہ ہاں! یہ بھی ٹھیک ہے۔" نمان رحمان مسکراتے۔

"آپ کیوں خاموش ہیں جناب؟"

"میں کیا کر سکتا ہوں۔ میں نے اسے جاتے ہوئے اپنی
آنکھوں سے دیکھا تھا اور اس نے بتایا بھی تھا کہ فی الحال وہ
جا رہا ہے۔ ضرورت محسوس ہوئی تو اس ماہ کے دوران پھر
آئے گا۔ لیکن اب میں اس کی لاش کو یہاں دیکھ رہا ہوں۔"

جیت ہے۔ اگر ہادوگر ہے۔ تو پھر وہ کون تھا۔ ہادوگر
ہے یا نہیں۔ اور یہ کب کی بات ہے۔ بھڑکھڑا ہے؟
اسی تھوڑی دیر پہلے کی؟ اس نے بتایا۔
"مے باپ دے۔" تھوڑی دیر پہلے کی؟ انپکٹر جمشید نے
کہا۔ "مے باپ دے۔" کیا ہوا خیر تو ہے؟
"ایک منٹ۔"

انہوں نے احرام کو فون کیا، لیکن وہ کسی طرح مل سکتا
تھا۔ مہارے شہر میں تو یورینیم کی تلاش میں چھاپے مارے
جا رہے تھے۔ آخر اس کے چند ماتحتوں کو اور ماہرین کو
بھولے آنے کی ہدایات دیں، پھر ریپور دیکھ کر لاش کی طرف
موجہ ہو گئے۔ کمرے کے فرش پر کوئی چیز نہیں تھی۔
سوائے لاش کے۔ کمرے میں سامان بے ترتیب تھا۔
گویا غرقیزی میں وہاں سے نکلنے کی کوشش کی گئی تھی۔ آخر
ماہرین آ گئے۔ انہوں نے تصاویر لے لیں تو تب کہیں
ہا کر لاش کو اٹھایا گیا۔ اور وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ
لاش بچے سے گرم اور نرم تھی۔ جب کہ اوپر سے بالکل
سخت اور اکڑی ہوئی تھی۔

"کیا آپ کی سمجھ میں اس کی کوئی وجہ آئی ہے؟" انپکٹر

جیسے سے بد و غیرہ دواز کی طرف دیکھا۔
 'یہی ڈاکٹر نہیں ہوں؟' وہ سکاٹے۔
 'ڈاکٹر صاحب = آپ بتائیں؟'
 'یہی خود میرا ہوں؟'

'اچھا تو پھر اسی کو پوسٹ ہارٹم کے لیے لے جائیں۔
 بہت توجہ سے پوسٹ ہارٹم کرنے کی ضرورت ہے؟'
 'بہت بہتر؟ ڈاکٹر نے کہا۔'

لاش کے بعد انہوں نے پورے راتوں کا جائزہ لیا۔
 اسی طرح انہیں بچے ہونے والی ولادت کا بھی پتا چلا۔
 اور پھر یہ اطلاع بھی مل گئی کہ ہسپتال میں سادہ لباس والا
 مرد نکلا ہے۔ انہیں بہت افسوس ہوا۔
 'حالات بہت سنگین ہیں۔ کیا ہم یورینیم گواچے میں چھپنا
 بد و غیرہ لڑنے پھرائی جوتی آواز میں پوچھا۔'

'میں ابھی پر افسوس ہوں۔ کم از کم ایک بات لیٹیں سے
 کہ سکتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ = یورینیم ایسی جگہ سے اتر
 نہیں لے جایا جا سکا؟'
 'لیکن وہ کہاں ہے؟'

'کاش ہم جان سکتے = جادوگر متناہی آدمی تھا۔ یہ ہمیں
 کوئی بات نہ بتا دے۔ اس لیے انہوں نے یہاں سے

بہت وقت اسی کا کام تمام کر دیا۔
 'ابھی سادہ لباس والے لوگوں کو کیا گیا؟'
 'اسی پر مجھے حیرت ہے۔ اور زیادہ حیرت اسی پر ہے
 کہ وہی، قانون اور قرآن کی طرف سے ابھی تک کوئی اطلاع
 نہیں ملتی۔'

یہ سنا ہے، انہیں موقع نہ مل سکا ہو۔
 'یہی چاہتا ہوں۔ ہم اسی ہوش کے ایک ایک انچ کی
 لاشیں لیں؟ انہیں غائبہ نے سوچ میں گم بچے میں کہا۔
 'خود ایسا کرو۔ لیکن خود نہیں = اپنے خاص آدمیوں
 کے ذریعے۔'

'ان اہل = ایسا ہی کروں گا؟'
 لاش کا اظہار کر کے وہ باہر نکل آئے۔
 یورینیم گواچے واپس حاصل نہ کر سکے تو بہت بُرا ہوگا
 جیسے؟ بد و غیرہ لڑنے پھرائی جوتی آواز میں بولے۔
 'ان بد و غیرہ صاحب = میں سمجھتا ہوں = لیکن آپ فکر نہ
 کریں = ہر راستے پر میرے آدمی موجود ہیں۔ میں خود تیرا عالم
 بے طاقت کرنا چاہتا ہوں؟'

'کیوں؟ اب اس سے کیا پوچھنا ہے؟'
 'پھر باتیں = جو میرے ذہن میں بڑی طرح چھو رہی ہیں؟'

تو پھر یل - پہلے تو اس وجہ سے نجات حاصل کر لیں۔
 زمانِ دھماں مسکوئے۔

تیمور عالم نے قدمے جیڑن ہو کر ان کا استقبال کیا،
 آپ سے چند باتیں معلوم کرنے کی ضرورت محسوس کر رہا
 ہوں۔ امید ہے، آپ مجرا نہیں مانیں گے؟
 کہے۔ انھوں نے کہا۔

آپ نے جو دعوت دی تھی۔ وہ آپ کا ہر سال کا معمول ہے۔ یا اسی سال دی تھی؟

”ہر سال یہ دعوت دیتا ہوں۔ میں اپنے بیٹے زبیر کی سالانہ ہر سال دھوم دھام سے مناتا ہوں۔“ تیمور عالم نے ملدی ملدی بتایا۔

”ہوں! کچھ لوگوں کو یہ بات کس طرح معلوم تھی کہ آپ نے حجر میں کچھ بہت اہم کاغذات بھی رکھے ہوئے ہیں۔“

”اس بات پر تو میں اب تک حیران ہوں۔ اور میری سمجھ میں کوئی بات نہیں آ رہی۔“

”دفتر کے لوگوں میں سے یہ بات کس کس کو معلوم تھی؟“
 ”کبھی کو بھی نہیں۔ میں یہ فائیں کسی بات میں نکال کر
 گم لایا تھا۔ کیونکہ خطرہ تھا۔ ان کو چرانے کی کوشش کی
 جاتے گی۔“

Handwritten text in Arabic script, likely a list or account, covering the left page of the manuscript. The text is arranged in approximately 15 horizontal lines, with some lines containing multiple entries separated by small symbols.

Handwritten text in Arabic script, likely a list or account, covering the right page of the manuscript. The text is arranged in approximately 15 horizontal lines, continuing the list or account from the left page. Some lines show calculations or specific measurements.

۱۴۰
"تو پھر پلو۔ پلے تو اس جہس سے نجات حاصل کر لیں۔
خان رحمان مسکائے۔

تیمور عالم نے قدرے حیران ہو کر ان کا استقبال کیا۔
"آپ سے چند باتیں معلوم کرنے کی ضرورت محسوس کروا
ہوں۔ امید ہے، آپ برا نہیں مانیں گے؟
"کیجیے! انھوں نے کہا۔

"آپ نے جو دعوت دی تھی۔ وہ آپ کا ہر سال کا
مہول ہے۔ یا اسی سال دی تھی؟

"ہر سال یہ دعوت دیتا ہوں۔ میں اپنے بیٹے زبیر کی
سال گرہ ہر سال دھوم دھام سے مناتا ہوں۔ تیمور عالم نے
جلدی جلدی بتایا۔

"ہوں! کچھ لوگوں کو یہ بات کس طرح معلوم تھی کہ آپ
نے گھر میں کچھ بہت اہم کاغذات بھی رکھے ہوتے ہیں؟
"اس بات پر تو میں اب تک حیران ہوں۔ اور میری
سمجھ میں کوئی بات نہیں آ رہی؟

"دفتر کے لوگوں میں سے یہ بات کس کس کو معلوم تھی؟
"کسی کو بھی نہیں۔ میں یہ نائیں کسی رات میں نکال کر
گھر لایا تھا۔ کیونکہ خطرہ تھا۔ ان کو چرانے کی کوشش کی
جائے گی؟

۱۴۱
"ہوں! اچھا۔ گزشتہ سال آپ ہیں الا قوامی رمانی کانسٹنس
ہی شرکت کے لیے گئے تھے۔ اور حکومت کی طرف سے
لئے تھے؟
"ان تو پھر۔ اس سے کیا ہوتا ہے؟ ان کے لمبے میں
جہت تھی۔

"آپ کے ساتھ کون گیا تھا؟
"میرے اسٹنٹ۔ پروفیسر نعمانی، بخاری؟
"ان سے کہاں ملاقات ہو سکتی ہے؟

"ان کی موت تو وہیں واقع ہو گئی تھی۔ ان کی
ہیت لائی تھی تھی؟
"ہوں۔ خیر۔ انھیں کون سے قبرستان میں دفن کیا گیا تھا؟

"خیر تو ہے۔ آپ یہ سب باتیں کس لیے پوچھ رہے ہیں؟
"میں ابھی وہ نہیں بتا سکتا؟
"ہوں ٹھیک ہے۔ انھیں بہادر کالونی کے قبرستان میں دفن کیا
گیا تھا۔ ان کا گھر اسی کالونی میں ہے؟

"اے اچھا۔ اب ہم اجازت چاہیں گے۔ انکسٹر بیڈ نے
کہا اور اللہ کھڑے ہوئے۔
"ان سے ملنے ملا کر وہ باہر نکل آئے۔

"یہ سوالات ہماری سمجھ میں نہیں آتے؟

اس کیس میں ابھی تک بوڑھا ساٹھ نہیں آیا۔ میں اس پر
میں ہوں کہ اس سے کسی طرح ساٹھ ہو جائے۔
"لیکن بوڑھا اسکا بھلا تصور عالم سے کیا قلعہ؟ خان دھماں کے
لبے میں حیرت تھی۔

"تعلق کوئی نہیں۔ لیکن میرے ذہن میں بار بار یہ سوال
اجھرجا رہا ہے کہ آخر جاوہر گاندھی نے اپنا کمال دکھانے کا فیصلہ تو کمال
کے گھر میں ہی کیوں کیا؟

"ایسے لوگوں کو تو میں کوئی ابھی سی بگڑ چاہیے۔" پروغیر
داد بولے۔

"آئیے پلیز۔ ذرا محمود، فاروق اور خزیانہ کی خبر لیں۔
وہ کہاں ہیں اور کیا کر رہے ہیں؟

کار میں بیٹھ کر انھوں نے گھر فون کیا۔ تینوں وہاں
نہیں پہنچے تھے۔ پھر انھوں نے ہٹول کر سینٹ فون کیا، وہ
وہاں بھی نہیں تھے۔

"وہ تینوں تو بالکل غائب ہیں بھی۔"

"تب پھر ضرور کوئی اہم بات معلوم کر کے لوں
گئے۔ خان دھماں پر جوش انداز میں بولے۔

"ہاں! ہو سکتا ہے۔ بوڑھا کا سلسلہ لگا کر آئیں۔"

اچانک ان کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ اسی وقت

مگر بار سے دو کاروں گزری تھیں اور انھوں نے صاف دیکھا
تاکہ پہلی کار میں محمود اور فاروق موجود تھے۔

"ہائیں۔ اس کار میں تو محمود اور فاروق تھے۔"

"تو پھر خزیانہ کیوں ساتھ نہیں ہے؟ خان دھماں بولے۔

"یہ قریبی نہیں کرتیوں ہر گز ساتھ ہی ہوں۔" ابھی

ابھی ایک پروگرام بتا لیتے ہیں۔

انھوں نے اپنی کار ان کے تعاقب میں ڈال دی۔

بلکہ وہ ان کے بالکل پیچھے پہنچ گئے۔ اور پھر کار کو روک
کرتے ہوئے انسپکٹر جمیلہ بولے۔

"کیا معاملہ ہے جی؟"

"معاملہ کافی لمبا چڑھا ہے۔ تفصیل بعد میں۔ ہم نہایت
غیر انداز میں تعاقب کر رہے ہیں۔ بہتر ہو گا کہ آپ

اس کار سے آگے نہکل جائیں۔"

"یہ ہے کون؟"

"ہٹول کر سینٹ کا مالک شاہی مورت۔"

"شاہی مورت انسپکٹر جمیلہ کے منہ سے نکلا اور پھر انھوں
نے کار آگے بڑھا دی۔

"کیوں جمیلہ۔ تم اس کے بارے میں کچھ جانتے ہو؟"

"یہ بہت مدت سے پیش سرائے کی لٹ رہا ہے۔ لیکن

وہ کبھی اس کے خلاف کوئی بات نہایت نہیں کر سکی۔ وہ اس کے ہوش سے کوئی ایسی چیز ہکڑی جا سکی۔ اب یہ معلوم نہیں کہ ان دونوں کو اس کا تعاقب کرنے کی ضرورت کیوں پیش آگئی۔ انھوں نے جلدی جلدی کہا۔

اسی وقت وہ ٹامی سوہ کی کار سے آگے نکل گئے۔ اور غیر محسوس طور پر آگے بڑھتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ اتنا فاصلہ ہو گیا کہ آہٹنے میں بس اس کو دیکھ سکیں۔

"ایک بات میری سمجھ میں آتی ہے۔ اور وہ یہ کہ یہاں کو یہاں سے لے جانے کے لیے بوڑھا نے کوئی خاص منصوبہ ترتیب دیا ہے۔ اور وہ اس منصوبے کے تحت ہی یہاں سے یور-فیم لے جائے گا۔ اور اس کام کے لیے وہ فرد مقامی لوگوں سے مدد لے گا۔ ایسے مقامی لوگوں سے جو انھوں نے پہلے ہی یہاں اپنے بنا رکھے ہیں۔ یا پھر ان لوگوں سے جو ان کے ہاتھوں پہلے ہی بکے ہوئے ہیں۔"

"ہوں۔ تو پھر۔ کیا وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائے گا۔"

"یہی دیکھنا ہے۔ اگر وہ یور-فیم یہاں سے لے جانے میں کامیاب ہو گیا تو پھر... وہ کہتے کہتے رک گئے۔ ان کا اوجہ خوفناک ہو گیا۔

"تو پھر میں جیتا ہوں؟
پھر میں ان بڑی طاقتوں کے ایٹمی پلانٹ نہیں رہتے رہا ہوں؟
وہ تو دیے بھی نہیں رہتے دینے چاہیے جیتا۔ پروڈیوسر داؤد بولے۔

"اوہ ہاں! اس لائق پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر صدر مملکت نے اجازت دی تو ہم یہ کام خود کر لیں گے۔ چھٹی واہ۔ بہت مزے دار مہم رہے گی۔

پچھلی کار کہیں پیچھے رہ گئی ہے، کیونکہ جب ہم نے موڑ لیا ہے۔ وہ نظر نہیں آتی۔ پروڈیوسر داؤد بڑبڑاتے۔

"ہاں! میں یہ بات محسوس کر چکا ہوں۔ انھوں نے رفتار کم کرتے ہوئے آخر کار روک لی لیکن پچھلی کار پھر بھی نظر نہ آئی۔"

"اب تو واپس ہی جانا پڑے گا۔
واپس پائیں کوئی سڑک بھی نہیں نکلتی، پھر وہ کہاں رہ گئی۔"

"ہو سکتا ہے۔ جنگل میں داخل ہو گئی ہو۔"

"اوہ۔ ان کے مزے نکلا۔
وہ واپس پلٹے۔ اور آخر کافی دور جا کر انھیں نمود

اور قادیان کی کار سڑک کے کنارے کھڑی نظر آگئی۔ دیکھی
 وہ دونوں اس میں نہیں تھے۔ انھوں نے "اتر رہی ہیں" کے
 نشانبات سے فوراً ہی اطلاع لگا دیا کہ شاہی سود کی بکری کسی
 طرف گئی ہے۔ وہ بھی اس سمت میں چل پڑے۔ کتنی دیر
 تک پیہل چلنے کے بعد ان کے کانوں سے ہلکی سی ٹش
 کی کونڈھکائی۔ سڑک دیکھا تو خود اور قادیان ایک درخت پر
 چڑھے نظر آئے۔

"کیا پکڑے؟ انھوں نے سرگوشی کی۔

"اس طرف دوختوں میں گھری ایک بڑی سی عمارت ہے،
 وہ اس میں گیا ہے۔"

"تب تو سرور دال میں کالا ہے۔ آخر وہ یہاں کیا کرنے
 آیا ہے؟"

"آپ فوراً آگے چلے جائیں۔"

"اور تم۔ کیا تم درخت پر رہو گے؟"

"جی ہاں! بڑا مزا آ رہا ہے۔ اوپر ہوا اس قدر پیامی لگ
 رہی ہے کہ کیا بتائیں؟ قادیان نے خوش ہو کر کہا۔

"مد ہو گئی۔ تمہیں اس وقت ہوا کی بڑی ہے؟" انپکٹر جشیہ
 جتا اٹھے۔

"کیا کیا جائے آبا جان۔ ہوا کے بغیر زندگی ناممکن ہے؟"

قادیان نے کہا۔
 "چھا بیٹے، مجھے انھوں نے بلکا کر کہا اور آگے بڑھے،
 یہاں تک کہ عمارت کے بالکل نزدیک پہنچ گئے۔ اس
 کے دو دروازے پر چار سیل آدمی بالکل چوکس کھڑے تھے۔

وادیان نے انھوں نے اچھا ہی کیا کہ اندھا دھند آگے نہیں
 "خود اور قادیان نے اچھا ہی کیا، پھر پروفیسر رافو اور
 آگے۔" انپکٹر جشیہ نے دل میں کہا، پھر پروفیسر رافو اور
 قادیان کو اشارہ کیا کہ ہمیں پھر کالٹ کر عمارت کی پشت
 پر چڑھنے لگے۔

"وہ پھر کالٹنے لگے۔ یہاں تک کہ عمارت کے دوسری
 طرف پہنچ گئے۔

انھوں نے دوسرے چار سیل آدمی دیکھے اور چست ہر
 بھی دو آدمی موجود تھے،

"اب کیا کریں جیسی؟"

"صبر، پروفیسر رافو، بولے۔

"اس وقت پر صبر کرنا بالکل مناسب نہیں ہو گا۔ اس
 طرح ہم نہیں جان سکیں گے کہ اندر کیا ہو رہا ہے یا نہیں۔

یہاں کیوں آیا ہے؟" انپکٹر جشیہ بولے۔

"لیکن نہایت خاموشی سے ہم لوگ ان سے کس طرح بیٹ

کئے ہیں؟

”ترکیب نمبر تیرہ: انپکٹر جمشید منکوائے۔“

”ترکیب نمبر تیرہ تو ہم اور جگہ استعمال کرتے ہیں۔ پروفیسر داؤد نے کہا۔“

”جی نمبر تیرہ میں بھی کئی نمبر ہیں۔ اس وقت تیرہ بٹے تھے ہر عمل کرنا ہو گا۔ یہ دیکھو۔“

یہ کہہ کر انپکٹر جمشید نے مزے سے ایک آواز نکالی۔ آواز اس قسم کی تھی جیسے کوئی تئیر بولا ہو۔ دروازے پر کھڑے چاروں آدمی چونک اُٹھے۔

”یاد ادر تو کوئی تئیر ہے شاید۔ بھولی کر گھنٹیں گے۔ کتنا مزا آئے گا۔“

”جاؤ پکڑ لاؤ جا کر۔ دوسرے نے کہا۔“

”میں ابھی لایا۔“ اس نے کہا اور وہاں سے تئیر کی طرف اس درخت کی طرف آیا۔ دوسرے بھی گئے وہ انپکٹر جمشید کی گرفت میں تھا۔

انہوں نے اسے آواز نکالنے کی جھلت تک نہ دی۔ ایک دن گزر گیا تو اس کا ایک ساتھی بول اٹھا:

”بھئی کہاں وہ گئے۔ تئیر نے تمہیں تو نہیں پکڑ لیا۔“

”جلدی یہاں آؤ۔ یہ تو ایک بہت ہی عجیب چیز ہے۔“

”دو آواز تھیں: انپکٹر جمشید نے اپنے شکار کی آواز میں کہا۔ ان میں سے دو فوراً وہاں پہنچ گئے۔ انپکٹر جمشید اور وہاں رہائے ان کی گزریں دوپٹ لیں۔“

ایک منٹ اور گزر گیا۔ ایک کوئی بہت ہی خاص چیز جھٹ پونے سے بھی مارا گیا اور وہ بھی ان تک پہنچ کر لبا لیٹ گیا۔

انپکٹر جمشید نے فوراً ان میں سے ایک کے کپڑے پٹنے، دوسرے سر پر رکھی اور رائفل اٹھا کر دروازے پر آ گئے۔

انہوں نے دروازے پر دباؤ ڈالا۔ دروازہ اندر سے بند تھا۔ انہوں نے سوچا۔ اب چھت والوں کی بھی خبر لینا پڑے گی۔

انہوں نے دو پتھر اٹھائے۔ ایک ایک ٹاٹہ میں لیا۔ اور تاک کر ان کے سروں پر دسے دسے۔ وہ دھب سے گرے۔ تینوں فوراً آگے بڑھے۔ انپکٹر جمشید اس درخت

پر چلے ہی تار پکے تھے جس کی ایک شاخ عدت کی طرح لٹک رہی تھی، انہوں نے آؤ دیکھا دتاؤ۔ درخت پر

جزیرہ کر چھت پر اتر گئے۔ ناک دھان نے بھی ان کا ساتھ دیا۔

”آپ پیچھے ہی ٹھہریں۔ انپکٹر جمشید نے اشارہ کیا۔“

دونوں نے فوراً نیچے کا رخ کیا۔ ایک کمرے سے انھیں زور شور سے باتیں کرنے کی آواز سنائی دی۔ وہ آگے بڑھے اور کان دروازے سے لگا دیے۔
 "اب ہماری کامیابی یقینی ہے۔ کسی نے کہا۔
 "جب منصوبہ بوڑا صاحب کا ہو تو کامیابی ہی کامیابی۔
 کسی نے کہا۔

"یہ تین رخ پر بنایا جانے والا منصوبہ اپنی طرز کا انوکھا منصوبہ تھا۔ آج ہم یہاں سے رخصت ہو رہے ہیں۔
 جاوگر کی لاش کو اس وقت تک خارج کر دیا گیا ہو گا۔
 اور قافلوں کے مطابق لاش آہائی ملک پہنچنے والی ہو گی۔ گویا ہم نے ہینگ لگائی نہ پشکڑی۔ دھگ چوکھا آگیا۔ ایک انوکھی آواز سنائی دی۔

"مشر بوڑا۔ ابھی ہم سب کا انعام رہتا ہے۔
 "انعام دیے بغیر نہیں جاؤں گا۔ یہاں جمع ہونے کا مقصد بھی یہی ہے کہ سب کو اس کا حق دے دیا جائے۔
 اس منصوبے میں سب سے زیادہ تعاون مشرتیمور عالم نے کیا۔ وہ نہ ہم وہ گیس والی موم بتیاں کس طرح دیاں رکھ سکتے تھے۔ گیس والی موم بتیاں بھی بھلا پھونک مارنے سے بچتی ہیں۔ یوں بھی مشرتیمور عالم ہمارے پرانے مہرے ہیں۔

جن کاغذات کو چرانے کا ہم نے ٹھکانا رکھا۔ ان کی نقل تو پہلے ہی ہمیں بھیج چکے ہیں۔ بھلا ان کو چرانے کی ہمیں کیا ضرورت تھی۔ ہم تو اس مرتبہ یورپیہم چرانے آئے تھے اور وہ ہم نے چرا لیا۔ اور اب تو وہ ہمارے ملک پہنچنے والا ہو گا۔
 میں اس وقت خان رحمان کو چھیک آ گئی۔

لاش

فرزانہ درمیان میں اٹک گئی۔ جادوگر کی لاش کو نکالا جا رہا تھا۔ اچانک اسے ایک عجیب سا احساس ہوا۔ اس نے سوچا۔ آخر لاش کا کمر والا حصہ گرم اور نرم کیوں تھا۔ وہ بڑی پارٹی کی خبر لیتا بھول گیا اور ان لوگوں کے پیچھے لگ گئی۔ اس نے سوچا، باہر نکلتے ہی یہ لوگ ایبویٹس میں بیٹھ کر ہوا رہو جائیں گے کیوں نہ ہیں ان سے پہلے باہر نکل جاؤں۔

اس خیال کے ساتھ ہی وہ ان سے پہلے لفٹ میں سوار ہو کر نیچے آ گئی۔ ہال میں محمود اور فادق نہیں تھے۔ باہر نکلی تو گھاڑی بھی نہیں تھی۔ اس نے فوراً ایک ٹیکسی لے لی۔ اور جب ایبویٹس روانہ ہوئی۔ اس نے اس کا تعاقب کرنے کا حکم دیا۔ ٹیکسی ڈرائیور نے حیران ہو کر اس پر ایک نظر ڈالی اور بولا:

”یہی پتہ ہے؟“
”کوئی پتہ نہیں۔ فوراً چلو، ورنہ ٹیکسی بند ہو جائے گی۔“

پولیس نے فرزانہ بولی۔
پولیس نے کیا بچیوں کو بھی لازم رکھنا شروع کر دیا؟
اب اگر تم نے گھاڑی شدت نہ کی اور فوراً ایبویٹس کے پیچھے نہ لگا دی تو پچھتاؤ گے۔ امن آدمی اگر وہ نکلے تو کام غلاب ہو جائے گا۔

”اچھی بات ہے۔ آخر وہ چل پڑا۔“

لاش کو ہسپتال سے ہایا گیا۔ فرزانہ نے تعاقب جاری رکھا، ٹیکسی ڈرائیور کو کچھ پیسے دے کر، اس کا نمبر نوٹ کر کے اس نے اسے وہیں ٹھہرنے سے پیسے کہا اور اندر داخل ہو گئی۔ اب لاش کا پوسٹ مارٹم ہونا تھا۔ پتہ اس سلسلے میں کاغذی کارروائی ہوتی رہی، پھر پوسٹ مارٹم کرنے والا عملہ اس کمرے میں داخل ہو گیا۔ لاش کو ساتھ لانے والے بھی اندر چلے گئے۔ فرزانہ دودھ گھڑی پر سب کچھ دیکھتی رہی۔ اس کی نظریں گھڑی پر جمی تھیں۔ ٹھیک پندرہ منٹ بعد کمرے کا دروازہ کھل گیا اور لاش کو پھر ایبویٹس میں رکھا گیا۔ فرزانہ نے فوراً ٹیکسی کا رخ کیا۔ وہ موجود تھا۔ اب پھر ایبویٹس کا تعاقب کرنا ہے۔ وہ کچھ نہ بولا۔ اور

تعاقد شروع ہو گیا۔

اب لاش کو ایر پورٹ پر لایا گیا۔ فرزانہ ہریشان ہو گئی۔
اس نے فوراً آئی جی صاحب کو فون کیا۔ جلد ہی ان کی آواز
سنائی دی۔

”یہ میں ہوں اٹکل۔ فرزانہ۔ اس نے گھبرائی ہوئی آواز
میں کہا۔

”اٹکل فرزانہ۔ میں اس نام کی کسی سچی کو نہیں جانتا۔
آپ مذاق کے موڈ میں ہیں اور ادھر غضب ہونے والا
ہے۔ فرزانہ بولی۔

”غضب ہونے والا ہے۔ کیا مطلب؟
”جادوگر کی لاش کو اس کے حک سے جایا جا رہا ہے۔
”تو یہ اس کا حق ہے۔ وہ بولے۔

”پوسٹ مارٹم پر صرف پندرہ منٹ لگاتے گئے ہیں۔
”کیا مطلب۔ اس میں تو دو تین گھنٹے لگ جاتے ہیں۔
وہ چونکے۔

”یہی تو میں کہتی ہوں۔ چیلنگ ہو جانی چاہیے۔ جہاز کے
جانے میں ابھی کتنی گھنٹے ہیں، لیکن وہ لاش کو پٹے ہی یہاں
لے آئے ہیں۔

”تمہارا مطلب ہے۔ ایر پورٹ پر۔

”جی ہاں۔
”ایکٹر عیشہ کہاں ہیں؟
”اس وقت میں بالکل اکیلی ہوں۔
”اچھا۔ تم نے عدالت کے مطابق لگ لگ ٹوٹی لے
رہی ہے شاید۔

”تپ کا خیال ٹھیک ہے۔
”میں ابھی ایر پورٹ کلام سے بات کرتا ہوں۔
”یہ غصہ نہ کیجیے گا۔ وہ گھبرا گئی۔
”کیا مطلب۔ یہاں غضب کہاں سے ٹپک پڑا؟ انھوں نے

جبران ہو کر کہا۔

”غضب کا کیا ہے۔ کہیں سے بھی ٹپک سکتا ہے۔
”اب میں باتوں میں تو تم سے نہیں جیت سکتا۔
”تو پھر آپ خود تشریف لے آئیں۔ کسی کو کچھ بتائے بغیر۔
”اچھی بات ہے۔

”اور ساتھ میں کچھ خاص آدمیوں کو بھی لے آئیں۔ بوشیٹ
بھی ساتھ ہونا چاہیے۔ گواہ بھی تو ہوں نا۔
”اچھی بات ہے۔ وہ بولے۔

فرزانہ انتظار کرتی رہی۔ پھر آئی جی صاحب پہنچ گئے۔
ابھی تمام سامان باہر ہی رکھا تھا۔ اندر کوئی چیز نہیں لگتی تھی۔

ساتھ لہائی والوں نے تابوت کو گھیر لیا۔

"کیا معاملہ ہے جناب؟ تابوت لانے والوں میں سے ایک نے کہا۔

"اس تابوت کی تلاشی لی جائے گی۔

"اس میں صرف لاش ہے۔ اور بس۔"

"ہم تلاشی لیں گے۔"

"آپ پہلے اپنی شناخت کرائیں۔ اس نے منہ بنا کر کہا۔

ساتھ میں اس نے اپنے ساتھی کو اشارہ کیا۔ وہ گنگا کھینکے۔

"اے مسٹر۔ آپ کہاں چلے؟ فرزانہ نے فوراً کہا۔

"ایک فون کروں گا۔ تاکہ یہاں ہم سے زیادتی نہ ہو سکے۔"

"چپ چاپ کھڑے رہو۔ حرکت تک نہ کرنا۔ ورنہ گولی

مار دوں گی۔ فرزانہ کے ہاتھ میں پستول نظر آیا۔ ایسے میں وہ

ٹیکسی ڈرائیور والے آدھمکا اور یہ منظر دیکھ کر حیران رہ گیا،

"یہ۔ یہ کیا۔ آپ تو واقعی پولیس کی لگتی ہیں۔"

"آپ کیسے؟"

"میں صرف یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ آپ آخر کیا ہیں۔ میں

جانتا۔ اس نے کہا اور جانے کے لیے مڑ گیا۔

"ایک منٹ مسٹر۔ فرزانہ نے سر آواز میں کہا۔

"لگ۔ کیا بات ہے؟"

"تم بھی نہیں جانتے۔ اس نے تعجب سے اشارہ کیا ہے کہ

ذرا فز کر دو۔ لیکن میں تم لوگوں کو فون نہیں کرنے دوں گی۔

فرزانہ نے کہا۔

"بہت خوب فرزانہ۔ بہت اچھی جا رہی ہو۔ آئی جی صاحب

نے خوش ہو کر کہا۔

اس وقت تک تابوت کھول جا چکا تھا۔

"لاش کی بے حرمتی کی جا رہی ہے۔"

"اور جب پوسٹ مارٹم ہو رہا تھا تو کیا اس وقت بے حرمتی

نہیں ہو رہی تھی؟ وہ بولے۔

تابوت کا ڈھکنا اٹھایا گیا۔ اس میں لاش موجود تھی۔

اس کے کپڑے ادھر ادھر کر کے دیکھا گیا، لیکن پوسٹ مارٹم

کے آثار نہیں تھے۔

"اس کا تو پوسٹ مارٹم کیا ہی نہیں گیا۔"

"کمال ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ پوسٹ مارٹم کرنے

والے حملے نے کیا کھٹا ہو گا۔ اور ان لوگوں سے انھوں نے

کتنی رشوت لی ہو گی۔"

"تھوڑی بہت رشوت میں تو یہ کام کیا نہیں گیا ہو گا۔"

"میں پہلے فون پر ذرا رپورٹ معلوم کر لوں۔ انھوں نے

بڑا ساندہ بنا کر کہا۔

اور فون پر نمبر ملنے لگا۔ دوسری طرف سے ہر ٹرانزیک
کی آواز سنائی دی۔
"چیر صاحب۔ تھوڑی دیر پہلے ایک شخص کا پوسٹ
مارٹم کیا گیا ہے۔ لاش اس کا نام پرووینسر جو چنگ کھسایا
گیا ہوگا۔"

"یہی سر۔ ابھی ابھی ملے نے پوسٹ کی ہے۔ کہ پوسٹ
مارٹم ہو چکا ہے۔ اس نے کہا۔"

"سربانی فرما کر یہ بتا دیں۔ وپوسٹ میں کیا کھسا گیا؟
موت دم گھٹنے سے واقع ہوئی ہے؟"

"معلوم کرنے کے لیے لاش کی چیرا پھاڑی تو نہیں کرنا
پڑی ہوگی تاہم وہ بولے۔"

"جی۔ یہ آپ کیا فرما رہے ہیں۔ چیرا پھاڑی کے بغیر
قر یہ معلوم کیا ہی نہیں جاسکتا۔"

"اچھا تو آپ اس ڈاکٹر اور ملے کو لے کر فوڈ ایر پوسٹ
پر پہنچیں۔ میں یہاں موجود ہوں۔"

"خیر تو ہے سر؟
"خیریت نہیں ہے۔ خیریت کی جگہ گڑبڑنے لے لی ہے۔"

وہ بولے۔

"جی۔ کیا مطلب؟"

"ہی۔ آپ آجائیں؟
اور پھر انصوں کے راجپور آگے دیا۔ جلد ہی وہ اس ڈاکٹر
اور ملے کے ساتھ ایر پوسٹ پہنچ گئے۔ ان کے رنگ اڑے
ہوئے تھے۔"

"آپ لوگوں نے اس لاش کا پوسٹ مارٹم کیا ہے؟ آئی
صاحب نے فون پر ملے میں پوچھا۔"

"جی۔ جی۔ جی۔ اس سے جواب نہ مل سکا۔
آپ۔ دیکھیں۔ انصوں نے ہسپتال کے سپرنٹنڈنٹ
سے کہا۔"

"وہ آگے آگے لائش کا جائزہ لیا۔
یہ۔ یہ کیا۔ اس کو تو چھوٹا لگ نہیں گیا۔"

"جی ہاں! بالکل یہی بات ہے۔ آئی جی صاحب نے
فرما کہا۔"

"اور؟
آپ نے ایسا کیوں کیا۔ کس کے کہنے پر کیا۔ یا کہنے میں
سہا کیا۔ آئی جی صاحب نے حقے کی حالت میں کہا۔"

"مجھے ایسا کرنے کے لیے کہا گیا۔ میں نے رشوت
لی۔ اس کے باوجود میں نے یہ کام کیا۔ میں نہیں جانتا۔"

جہاں کیوں ہوا۔

"یہ بھی کوئی بات ہے۔" آئی جی صاحب بولے۔
 "بات یہی ہے جناب۔ آپ یقین کریں یا نہ کریں؟
 اس بات پر تو کوئی پاگل ہنسی یقین کر سکتا ہے؟
 مجھے یقین ہے سر۔ فریاد بول اٹھی۔
 "کیا مطلب۔ کیا تم پاگل ہو؟
 "اگر آپ کا خیال یہ ہے تو میں کوئی اعتراض نہیں کروں
 گی، لیکن یہ ڈاکٹر صاحب جھوٹ نہیں بول رہے۔ ان کی
 آنکھوں سے پتہ چلا اظہار ہو رہا ہے؟
 "ادھو اچھا۔ تب تو ٹھیک ہے۔ لیکن انھوں نے جھلا
 ایسا کس طرح کیا؟
 "ہینڈلزم کے زیر اثر ہم کو۔ انھیں پہلے ہینڈلزم کی گئی
 اور پھر یہ کام کیا گیا۔ پروگرام پہلے سے طے تھا۔
 ڈاکٹر صاحب اور ان کے ساتھیوں کی کسی نے دعوت وغیرہ کی
 ہوگی۔ وہاں یہ عمل کیا گیا ہوگا۔ کیوں جی۔ آپ نے آج
 کل میں کوئی دعوت اڑائی تھی؟
 "ہاں! تیمور عالم صاحب نے ہمیں دعوت پر بلایا تھا۔
 اس نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔
 "اوہ۔ تیمور عالم! ان کے منہ سے نکلا۔
 ان کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ اگر تیمور عالم کے

"ہاں ان پر جادو کیا گیا تھا یا ہینڈلزم کا عمل کیا گیا تھا تو
 اس کا صاف مطلب یہ تھا کہ تیمور عالم بھی مجرم ہیں یا
 کم از کم مجرموں کے ساتھی ہیں۔ فریاد نے چونک کر ان
 کی طرف دیکھا۔
 "وہاں تم لوگوں کے ساتھ کیا کیا گیا؟
 "یہ ہمیں معلوم نہیں۔ ہم تو بس کھانا کھا کر پلے
 آئے تھے۔
 "کیا تم لوگوں کے علاوہ کچھ اور لوگ بھی دعوت میں
 شریک تھے؟
 "نہیں۔ صرف ہماری دعوت کی گئی تھی۔
 "وہاں کوئی جادوگر قسم کا آدمی تھا؟
 "جی۔ جادوگر قسم کا آدمی۔
 "اس شخص کی شکل کو غور سے دیکھو۔ کیا یہی آدمی وہاں موجود
 نہیں تھا؟ فریاد نے لاش کی طرف اشارہ کیا۔
 وہ کچھ دیر تک لاش کے چہرے کو دیکھتے رہے۔
 پھر بولے۔
 "نہیں جناب! ہمیں نہیں یاد۔ کہ یہ وہاں موجود تھا
 یا نہیں؟
 "اچھی بات ہے۔ انکل، انھیں تو جانے دیں۔ ان

بے پردوں کو بیٹا ٹرم کے حال میں چاہنا چاہتا ہے؟
 ہوں۔ اچھا۔ آئی جی صاحب نے اشارہ کیا اور وہ چلے گئے۔
 "اب کیا کرنا ہے؟"
 "اس لاش کو واپس ہسپتال لے کر جائیں گے۔ اس کا
 پوسٹ مارٹم کیا جائے گا؟"
 "نہیں۔ تلاوت کے ساتھ اسے والے چلا اٹھے۔
 "کیوں کیا ہوا۔ اگر اس کا پوسٹ مارٹم کیا گیا تو کیا
 ہو جائے گا؟"
 "غضب ہو جائے گا۔ سُرخ آندھی اس پورے شہر
 کو اپنی پلیٹ میں لے لے گی۔ ایک نے کہا۔
 "ارے میاں جاؤ۔ اسے بڑے سُرخ آندھی والے فریاد
 نے فادوق کے انداز میں کہا۔
 آئی جی صاحب نے اشارہ کیا۔ کہ ان سب کو لے چلو،
 تلاوت لے کر آنے والوں کو حالات میں بند کر کے وہ خود
 ہسپتال پہنچے۔
 اب پھر جادوگر کی لاش کو پوسٹ مارٹم روم میں لے
 جایا گیا۔ دوسرے ڈاکٹر اور عملے کو بلایا گیا۔
 "اس لاش کا پوسٹ مارٹم کرنا ہے؟"
 "او کے سر۔"

"اور بہت اچھی طرح کرنا ہے۔"
 "جی ہسٹر۔ ڈاکٹر نے کہا۔
 آئی جی صاحب نے ایٹم کے ماہرین کو فون کیا۔ ان کی پڑٹی
 فوراً وہاں پہنچ گئی۔
 "آپ اپنے آلات کے ذریعے چیک کریں۔ یہاں کہیں وہ
 یورینیم تو نہیں ہے۔"
 "یورینیم۔ ان کے منہ سے نکلا۔
 "ہاں! ایٹمی پلانٹ سے جو یورینیم چرایا گیا ہے۔ اگر وہ اس
 کمرے پر آبد ہو جائے تو کیا وجہ ہے۔"
 "لیکن اس کا یہاں کیا کام۔ اسے تو پورے شہر میں
 تلاش کیا جا رہا ہے۔"
 "جی ہاں! ایسا بھی ہوتا ہے۔ آپ چیک کر لیں۔"
 انھوں نے آلات نکالے اور ان کو آگ کیا، ہی تھا کہ
 زور سے چونک اٹھے۔
 "ارے! وہ تو یہیں ہے۔"
 "وہ ملا۔ فریاد تم نے کام دکھا دیا۔ ورنہ یہ سربراہ ملک
 سے باہر چلا گیا تھا۔ آئی جی صاحب چلائے۔
 "یہ سب اللہ کی مہربانی ہے انکل۔ ورنہ میں کیا اور میری
 ماٹھ کیا۔ فریاد مسکرائی۔

" لیکن میں تو یہاں یورینیم کہیں بھی نظر نہیں آ رہا۔"
 "خود سے دیکھیں۔ اس لاش کے اندر آپ کو یورینیم مل
 جائے گا۔"

"اے۔ اے۔ اے۔"

"وہ دھک سے رہ گئے۔ عین اس وقت قدموں کی آواز
 سنائی دی۔"

رہڑ کا آدمی

خانہ رحمان کی چھٹک نے انسپکٹر جمشید کو ہنسی میں مبتلا
 کر دیا۔ ان کی آواز نے کمرے میں سکون طاری کر دیا، پھر
 ایک گرج دار آواز ابھری،

"یہ کون بدتمیز ہے؟"

"ایک نہیں، زیادہ ہیں۔ اگر اجازت ہو تو اندر آ جائیں۔
 بے تو اجازت نہ ملنے کی صورت میں بھی ہمیں اندر تو آنا
 ہو گا۔"

ان الفاظ کے ساتھ وہ اندر داخل ہو گئے۔ اندر موجود
 لوگوں کے منہ کھٹے کے کھٹے رہ گئے۔

"ہم دیے کافی دیر کے آئے ہوئے ہیں۔ اور آپ لوگوں
 کی کچھ باتیں بھی سن چکے ہیں۔ امید ہے، محسوس نہیں کریں
 گے، دیے سب سے زیادہ حیرت مجھے یہاں تیمور عالم کو
 دیکھ کر ہو رہی ہے۔ میں تو سوچا بھی نہیں سکتا تھا کہ

یہ اتنے بڑے چھپے دستم نکلیں گے۔ آج کل تو کچھ نماز ہی
چھپے رستوں کا آگیا ہے۔ باقی رہے بوڑھا صاحب۔ ان
کی کیا بات ہے۔ ہر فن مولا ہیں۔ تین تین رنج والا
منصوب ترتیب دیتے ہیں۔ تاکہ ہم ایک میں الجھ کر دوسرے
میں پھنس جائیں۔ مگر ان کی راہ پر نہ لگ سکیں۔ ان کا
سراخ نہ لگا سکیں۔ اور ہوتا بھی یہی۔ لیکن ہمارے ایک
سادہ لباس والے نے ٹھامی مور میں کوئی بات محسوس کر لی،
اور ادھر ٹھامی مور نے یہ بات بھانپ لی کہ وہ نظروں میں آ
گیا ہے۔ بس اس نے اسے زہر کے ذریعے ہلاک کر کے
کی کوشش کر ڈالی، لیکن وہ مرنے سے پہلے ٹھامی مور کا نام بتا
گیا۔ ٹھامی مور ادھر کے لیے دعا ہو رہے تھے کہ ہم ان
کے تعاقب میں لگ گئے۔ اس طرح تم لوگ پھنس گئے۔
’نام خالی ہے جناب۔ پہلی بات تو یہ کہ یوسفیم سے
تو میں نے تم لوگوں کو محروم کر ہی دیا ہے۔ باقی رہ گئی یہاں
کی بات۔ تو ہمیں قبائلوں میں کرنا اتنا آسان بھی نہیں۔
ان الفاظ کے ساتھ ہی کمرے میں بے تحاشہ فائرنگ
شروع ہو گئی۔ تمام کی تمام گولیاں ان کی طرف آئی تھیں،
لیکن اس سے پہلے وہ فریش پر نوٹ لگا چکے تھے۔ اور لڑھکتے
ہوئے ان دشمنوں کے پیروں کے پاس پہنچ گئے تھے جنہوں

نے فائرنگ شروع کی تھی۔ دوسرے ہی لمحے وہ الٹ گئے۔
اور ان کی رائیلیں انکسٹر جمید اور خان رحمان کے ہاتھوں میں
آجئیں۔

’خبردار۔ سب ہاتھ اوپر اٹھا دیں۔
سب نے ہاتھ اوپر اٹھا دیے، لیکن بوڑھے نے نہ اٹھائے۔
اس کا جلد بالکل ویسا ہی تھا۔ جو انہیں بتایا گیا تھا۔ اس کی
آنکھوں سے مکاری چمکتی تھی۔
’کیا بات ہے مشر بوڑھا۔ تم نے ہاتھ اوپر نہیں اٹھائے۔
’ہیں اس کی ضرورت نہیں سمجھتا۔
’تو پھر گولی آئی۔
’آجائے۔ اس نے کہا۔

’باقی لوگ ایک طرف ہٹ جائیں، کیونکہ وہ ہاتھ اوپر
اٹھا چکے ہیں اور ہاتھ اوپر اٹھا دینے کا مطلب یہ ہے کہ
میں ان پر اس وقت تک وار نہیں کر سکتا، جب تک کہ وہ
خود کوئی ایسی کارروائی نہ کریں۔‘

سب لوگ ایک طرف سمٹ گئے۔ صرف بوڑھا الگ
کھڑا رہ گیا، اس کے چہرے پر کوئی خوف نہیں تھا۔ اچانک
اس نے کہا،

’انکسٹر جمید! یہ خیال نہ کر لینا کہ میں نے اپنے جسم

[illegible][illegible]

تیسرا کلام کا دوسرا حصہ ہے۔

"اوہو اچھا۔ خبر۔ یہ تجربہ بھی ابھی ہو جاتا ہے؟
 انھوں نے ہاتھ دھو کر کھانا کھا، لیکن نشانہ ملا
 گیا۔ دوا کدو کے خالصے پر کھڑا نظر کیا۔ وہ اسی کی مہارت
 پر حیرت زدہ رہ گئے۔ انھوں نے پھر ایک کھانا کھا۔
 وہ اب بھی زندہ تھا۔

یوں سزا نہیں آئے گا۔ جناب انجکٹر
آپ کی طرح آئے گا۔ وہ سزا آئے۔

”یہ کہ فارسی کو - اندھا دھند طریقے سے“

ایسی بات ہے۔ یہ بھی کہ دیکھتا ہوں:

انہوں نے کہا اور دیکھا کہ عازرک شروع کر دی۔ یہ ہوتا
 بھی کی طرح اچھا کودتا نظر آیا۔

انہی تو حیران کی یاد ساز، ہو گئی، انہی نے اپنے لیے فارغ
 ہو کر کہا۔ ان کے چہرے پر آرا بھی شرمندگی نہیں تھی،
 بلکہ وہ ہنس مکھ اور مسکرا رہے تھے۔
 حیران = وہ تو میرے ساتھ ہیں بالکل آگاہی ہی =

میں تو آپ لوگوں کو اس کے چنے چواؤں گا۔ مانتوں یہ
 راہ گئی تو میرا نام بڑا نہیں۔ چوڑا رکھ دینا۔ اس نے کہا
 بہت خوب! یہ دوسرا نام بھی پسند کیا۔ کہہ دیں تو
 کافی ہمارا۔ ۶۔ میرے بچے کی کہ بہت خوش ہوں۔
 میرے ان بچوں نے کہا۔

۱۱ ویں کہیں - شاید میرے خوف کے مارنے نہیں آ
سکتا تھا۔

”شاہی ہی بات ہے۔ اچھا میں چند خانہ خوار کروں گا اور پھر
اپنی ٹکٹ تقسیم کروں گا۔“
”مہرور کیوں نہیں؟“ ایلنے نے کہا۔

انہوں نے بہت احتیاط سے تاک تاک کر چند لمحوں پر
جزی کے ساتھ کہے ، لیکن ایک ہی گرتی اسے ہانک گئی۔
اب کیا خیال ہے تو ان کے دیکھنے پر وہ ہلکا۔

میں اپنی شکست کا اعلان کرتا ہوں۔ تم جہاں چاہتے ہو۔
ایک طرف چلنے لگا۔

"میں ہاں کہتا ہوں - کیا مطلب - جانے کا کیا کام -
جب تک میں - اور خیم نہیں سے اڑتا - نہیں جاؤں گا - اب
جو تک تم شکست تسلیم کر چکے ہو ، لہذا یہ آگ میرے حوالے کر
دو دو آتے اور اٹھا دو"۔
"یہ تو خیر میں نہیں کر سکتا - میں نے صرف فائرنگ کی مد
تک شکست کھائی ہے"۔

"یہ بات ہے تو پھر؟"۔

یہ کہہ کر اس نے ان پر چلائی گئی ، ایسے میں انپکٹر
جیشید نے موقع خوبصورت جانا اور اس پر مارا جو تک مارا -
وہ حیرت زدہ رہ گئے - وہ یہ فائر بھی سمجھ نہ سکا تھا اور ان
سے ٹھکرایا - پتوں ان کے آگ سے نکل گیا - ادھر وہ دھڑم
سے گرے - بوڑا ان کے اوپر گرا - لیکن انھوں نے اسے فوراً
ہی اچھال دیا - وہ دیوار سے ٹھکرایا اور اس طرح اچھل کر ان
کی طرف آیا ، جیسے گیند پھینکی گئی ہو - انپکٹر جیشید نے اسے
دونوں ہاتھوں پر دھکا اور پھر زور دار دھکا دیا - وہ پھر دیوار
سے ٹھکرایا اور ان کی طرف آیا - اس مرتبہ وہ اس کے
درمیان سے نکل گئے ، بوڑا سامنے والی دیوار سے ٹھکرایا -
لیکن اس طرح بھی اس کا کچھ نہ بگڑا - انپکٹر جیشید دھک سے
رہ گئے -

"انپکٹر جیشید آؤ وہی کر دوں -
اے اے ان کے منہ سے نکلا -
تم نے کبھی بڑا کادوی دیکھا ہے؟
آج دیکھ لیا ہے"۔

انکڑے آتم نے خود ہی مان لیا - اسے کیا پتہ تھا؟
"جب تک ہر سے جسم میں حرکت کر سنے کی طاقت ہے -
میں مقابلہ کروں گا" - انپکٹر جیشید نے کہا اور ایک ایک قدم
آگے بڑھنے لگے -

"میں بھی تیار ہوں؟" اس نے کہا اور خود بھی ان کے اشارے
میں آگے بڑھنے لگا -

دونوں بالکل نزدیک آ گئے - انپکٹر جیشید نے تیزی
سے اس کے منہ پر ایک بھر پور دھکا مارا - اس کا منہ گھوم
گیا - لیکن وہ اس طرح کھڑا رہا - منہ پھر اپنی جگہ پر
آ گیا -

"جتنے لگے جی میں آئے ، مارو - پھر نہ کہنا - حوالہ نہیں
دا - جب میری باری آئے گی تو انپکٹر جیشید تم ایک ٹھکڑا
بھی برداشت نہیں کر سکو گے"۔

"اچھی بات ہے"۔

انھوں نے تباہ توڑ دیکھے اس کے رید کر دیے ، لیکن

اس کا کچھ نہ بگڑا۔ آخر ان کے ہاتھ رک گئے۔ ہاتھوں میں درد ہونے لگا تھا۔

”کیا خیال ہے۔ اب میں باری لے لوں؟“
”ہاں ضرور۔ کیوں نہیں؟“

اس نے ان کے ایک مٹکا دسید کر دیا، لیکن وہ یہ مٹکا صاف بچا گئے۔ اس نے دوسرا مٹکا مارا، یہ بھی خالی گیا، بھر وہ تیزی سے شروع ہو گیا۔ انپکٹر جمشید اچھل کود کر اس کے کتے خالی دیتے چلے گئے۔ اب تو اس کے چہرے پر بھی حیرت کے آثار نمودار ہو گئے۔

”انپکٹر جمشید۔ یہ بات ماننا پڑے گی۔ تم بھی کسی سے کم نہیں ہو۔ لیکن بوڑھا کے مقابلے میں تو ہار ماننا ہی پڑے گی۔ وہ بولا۔

وہ تاثر توڑ وار کرتا چلا گیا، لیکن انپکٹر جمشید کے ایک ہاتھ بھی رسید نہ کر سکا۔ آخر رک گیا۔ اور بولا:

”اب فیصلہ کیسے ہو؟“
”اچانک اس کی گردن میں ایک پھندا آگرا۔ یہ ریشم کی ڈور سے تیار کیا گیا تھا۔

”فیصلہ ہو گیا۔ فاروق کی آواز سنائی دی۔

”ارے ارے۔ یہ کیا کیا۔“ انپکٹر جمشید نے ناخوش گوار

لیے میں کہا۔
”بھارہ مقصد مٹر بوڑھا کی گرفتاری ہے۔ اور وہ مقصد ہم نے حاصل کر لیا ہے۔ محمود لے کہا۔
بوڑھا نے مٹر کر دیکھا۔ پھندا کمرے کے روشن دان سے آ رہا تھا۔

”یہ وار کرنے کا کون سا طریقہ ہے۔ اور یہ کمرہ یہاں کس طرح پہنچ گئے۔ باہر کھڑے میرے آدمیوں کا کیا ہوتا بوڑھا نے حیران ہو کر پوچھا۔

”جب فارنگ شروع ہوئی تو ہم نے بھی ان پر فائرنگ کر دی۔ وہ ڈھیر ہو گئے تو ہم اندر آ گئے۔ یہ کوئی سا شکل کام تھا۔ فاروق نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اندہ آ کر ہم نے یہ ساری لڑائی اپنی آنکھوں سے دیکھی اور پھر ریشم کی ڈور سے یہ پھندا تیار کر ڈالا۔ اگر آپ دونوں کو اعتراض ہے تو نکال لیتے ہیں۔“

”نہیں۔ اب مجھے شکست کھا کر مزا آ رہا ہے۔ میں نے آج تک کسی سے شکست نہیں کھائی، لیکن آج دو بچوں نے مجھے گرفتار کر لیا۔ ہے نا کمال۔ میں اس کمال کو ختم نہیں کرنا چاہتا۔ میں گرفتاری دیتا ہوں۔ لیکن اتنا سن لو۔ تمہاری جیل مجھے اپنے اندر نہیں رکھ سکے گی۔ اور تم نے

مجھے دوسروں کے حوالے کیا۔ ادھر میں نکل بھاگا۔ اور میں پھر آؤں گا۔ کوئی منصوبہ لے کر۔ مجھے جبرست ہے۔ میرا تین دن کا منصوبہ بھی تم لوگوں نے ناکام بنا دیا۔ میرا تو خیال تھا کہ تم تیمور عالم کے کاغذات کی طرف سے تمہیں نہیں بڑا سکونے۔ اور جب۔ یورینیم کی یہ عوری کا پتا پٹے گا تو یہی اٹھی پلانٹ کا ٹوخ کر دو گے۔ لہذا ہم یورینیم لے کر صاف نکل جائیں گے۔ لیکن تم لوگوں نے اٹھی پلانٹ کی طرف دھیان تک نہیں دیا۔

"ہم نے بعد میں دھیان دینے کا پروگرام بنایا ہے۔ یعنی یورینیم حاصل کرنے کے بعد وہاں جائیں گے اور وہاں سے غذادوں کو باہر نکال پھینکیں گے۔"

"ہوں! تم لوگوں سے یہ ملاقات اور مقابلہ ہمیشہ یاد رہیں گے۔ اور ان کی یاد مجھے تڑپائے گی۔ اس وقت تک۔ جب تک کہ میں انتقام نہ لے لوں گا۔"

"تو اسی وقت کیوں نہیں لے لیتے۔ فاروق نے بُرا سا مزہ بنایا۔"

"اس وقت نہیں۔ یورینیم اگر تمہارے ملک سے نکل چکا ہے تو یہ میری شکست کے باوجود بہت بڑی کامیابی ہے اور اگر نہیں جاسکا تو یہ ایک اور شکست ہوگی اور پھر اڑنے

کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اب شہر چل کر یورینیم کی خبر لے لیں۔ ہوں ٹھیک ہے۔"

"آخر یہ تھاکہ شہر روانہ ہوا۔ دفتر سے معلوم ہوا۔ سب لوگ ہسپتال میں ہیں۔ وہ ان سب کے ساتھ ہی ہسپتال پہنچے۔ بوڑھا کی گردن میں بھنڈا بستور موجود تھا۔ انھوں نے دیکھا۔ وہاں سب لوگ جاہلوں کی لاش کے گرد جمع ہیں۔ اور اس کے جسم میں سے یورینیم نکالا جا رہا ہے۔ جو ایک پھانگ کی قبلی میں بند کر کے اس کے پیٹ میں رکھ دیا گیا تھا۔ آنتوں کے اندر۔"

"آنت۔ میں یہ بازی بھی یاد گیا۔ بوڑھا کے مزے لگتا۔ تو یہ ہیں مسٹر بوڑھا! فرزانہ بولی۔"

"مسٹر بوڑھا۔ اس بچی نے لاش کو آگے نہیں جانے دیا۔"

"آئی جی صاحب بولے اور پھر ساری کہانی سنا دی۔"

"اور یہ بچی کون ہے؟"

"یہ ہماری بہن ہے۔ فاروق نے خود کہا۔"

"اوہ! بوڑھا کے مزے لگتا۔"

"اب کیا خیال ہے؟"

"اب میں کیا خیال ظاہر کروں گا۔ فرار ہونے کے لیے"

"بے چین رہوں۔ مجھے جلد جیل بھیج دیا جائے۔"

"کیا مطلب؟ آئی جی صاحب بولے۔"

"اس کا کتا ہے۔ ادھر اسے جیل بھیجا جائے گا۔ اسے جیل سے فرار ہو جائے گا۔"

"تو یہ یہاں سے ہی کیوں فرار نہیں ہو جاتا؟"

"یہاں تو ہر طرف جدید اسلحے سے لیس پہرے دار موجود ہیں۔ ہر طرف سے برسنے والی گولیاں اسے آخر چارٹ ہی جاویں گی! انھوں نے کہا۔"

"ہوں۔ لیکن میں اسے جیل سے فرار بھی نہیں ہونے دلاؤں گا۔ یہ تو وقت بتائے گا جناب؟"

"میں ابھی جیل حکام کو فون کرتا ہوں۔ اور اسے جیل بھجنے کا انتظام بھی کرتا ہوں۔"

وہ انتظامات میں مصروف ہو گئے۔ محمود، فادوق اور فرناز ایک طرف اکیلے بیٹھے رہ گئے، کیونکہ باقی مجرموں کو بھی جیل بھیج جانے کا انتظام کیا جا رہا تھا۔

"اب ہم کیا کریں؟" محمود بولا۔

"ہمیں اب کچھ کرنے کی ضرورت ہی کیا رہ جاتی ہے؟ فادوق

نے منہ بنایا۔

"کم از کم۔ اتنا فیصلہ تو ہونا ہی چاہیے کہ سہرا کس کے

سر رہے؟" فرناز نے کہا۔

"دھت تیرے کی۔ پھر ذہی سہرا ٹپک پڑا۔ محمود نے

جدا کر اپنی ماں پر ہاتھ مارا، لیکن ہاتھ ترچھا پڑا اور فادوق کی ماں پر جا ٹکا۔

"بہت کچی ہے تمہارا نشانہ۔ دونوں ہاتھوں سے فادوق نے مل کر کہا۔

"شکر یہ! یہ شق تم اپنی ماں پر کرنے کی کیوں امانت نہیں دے دیتے؟"

"نالتو نہیں ہے۔"

"سہرے کی بات چھوڑ گئی۔ فرناز بولی۔

"عد ہو گئی۔ اسے ہاں یاد آیا۔ یہ سہرا اس سادہ لباس

والے کا حق ہے، جسے ہوٹل کورینٹ میں زبردیا گیا۔ اور جس نے مرنے سے پہلے ایک مجرم کا نام ہمیں بتا دیا۔ محمود نے بلدی بلدی کہا۔

"ہاں واقعی۔ دونوں کے منہ سے نکلا۔

اور وہ اس سادہ لباس والے کے گھر کی طرف چل پڑے۔

